ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۳ر نومبر ۱۹۵۹ء
Siraj-ul-Haq Siddiqi
ہدیہ چار آنے
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فجر کی دو رکعتیں ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ اس سے بہتر ہیں

تشریح یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ساری دنیا کو خرچ کر دینے سے بھی ان دو رکعتوں کا زیادہ اجر ہے۔ (لمعات)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کاموں میں سے سب سے زیادہ پیارا اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ تھوڑا سا ہو۔

تشریح۔ جس طرح پودے کو تھوڑا تھوڑا پانی ملتا رہے تو ہمیشہ ہی سرسبز و شاداب رہے گا۔ اور اگر ایک دن تو اُسے ڈبو دیا جائے اور پھر دو ماہ تک خبر نہ لی جائے تو سُوکھ جائیگا اسی طرح بہتر یہ ہے کہ ایمان کو قوت دینے والے نیک اعمال اگرچہ تھوڑے ہوں۔ مگر ہمیشہ کئے جائیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ وَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک طبیعت خوش رہے آدمی نماز پڑھے اور جب تھک جائے۔ تو بیٹھ جائے

تشریح۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ دل کی حالت کو دیکھ کر انسان کے عمل کی قدر کرتا ہے اگر دل کی خوشی سے عبادت کر رہا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ بھی اس عبادت کو پسند فرمائے گا۔ اور اگر دل اس وقت عبادت کرنے سے بیزار ہو رہا ہے تو با دل ناخواستہ رکوع اور سجود کا کیا فائدہ

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابو موسےٰؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی بیمار پرسی کرو اور غلام کی گردن آزاد کرا دو۔

تشریح۔ بھوکا آدمی اگر حالت اضطراری تک نہیں پہنچا تو کھانا کھلانا سنت ہے اور اگر حد اضطرار تک پہنچ چکا ہے۔ مگر ایک سے زیادہ آدمی اس جگہ کھانا کھلانے کی طاقت رکھتے ہیں تو کھانا فرض کفایہ ہوگا۔ اور اگر ایک ہی شخص فقط کھلا سکتا ہے تو فرض عین ہوگا۔ (لمعات)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ نیکی کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔

تشریح۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو جو تکلیف پہنچیگی کسی گناہ کے باعث تھی تو گناہ کا کفارہ ہو جائے گی اور اگر بے گناہ ہونے کے باوجود پہنچی۔ تو ترقی درجات کا سبب بن جائے گی۔ اور جن پر اس کی نظر عنایت نہ ہو۔ انہیں گناہ پر بھی فوری گرفت نہ ہوگی۔ اس لئے گناہ پر اور زیادہ دلیر ہو جائیں گے اور ایک ہی دفعہ عذاب میں مبتلا ہونگے (اللھم اعذنا منہ)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابو سعیدؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔

تشریح۔ ابوداؤد میں روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو گی۔ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ تلقین سے مُراد حکم کرنا نہیں۔ بلکہ اس کے قریب ورد کرنا ہے

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردوں کو گالیاں نہ دو۔ کیونکہ وہ اپنے کئے کو پہنچ چکے ہیں۔

تشریح۔ صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب تم کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ تو (اس کے حق میں) اچھی بات کہو۔ کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چُونے گچ بنانے اور اس پر مکان بنانے اور بیٹھنے سے منع فرمایا ہے

تشریح۔ چونکہ قبر محل فنا ہے۔ اور چونہ گچ پختہ بنانا دلیل بقا و ثبات ہے۔ لہذا اس سے بچنا لازمی قرار دیا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس مکان زندوں کے آرام کے لئے ہوتا ہے۔ نہ کہ مُردوں کے لئے۔ اس لئے قبر پر چھت ڈالنے سے منع کیا گیا۔ قبر پر بیٹھنے اور بعض حدیثوں میں اس پر چڑھ کر لتاڑنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ میت کی توہین نہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن مسعودؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے رخساروں پر ہاتھ مارے اور گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کے زمانہ کے بین کئے وہ ہم میں نہیں ہے

تشریح۔ یہ کافروں کی رسمیں ہیں جن سے بچنا لازمی ہے غم اور شدت رنج کے باعث آنکھوں سے آنسو بہ جائیں تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ زبان سے سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون یا اور کسی کلمہ خیر کے کچھ نہ نکلنے پائے۔

هفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء | شمارہ ۴۲

الجزائر کی جنگ آزادی

۱۳۱ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو الجزائر کی جنگِ آزادی کے پانچ سال پورے ہو چکے ہیں اور اب یہ حق و باطل کی لڑائی چھٹے سال میں داخل ہو گئی ہے۔ پانچ سال کے قلیل عرصہ میں دو لاکھ سے زائد الجزائری مجاہدین جام شہادت نوش کرکے زندۂ جاوید ہو چکے ہیں ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ہمیں یقین ہے کہ ان شہدا کی روحیں اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سایہ میں حیاتِ جاوداں کے لطف اٹھا رہی ہوں گی اور ان کو ہماری دعاؤں کی ضرورت نہیں۔ لیکن ان کے ساتھ عقیدت کا اظہار کرکے ہم اللہ تعالےٰ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم انکے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اپنے ان سرفروش بندوں کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت سے مالا مال فرما اور ان کے ساتھیوں کو اس جنگِ آزادی میں ثابت قدم رکھ اور ان کے [illegible] کو جلد از جلد دشمن سے آزاد فرما! آمین یا الہ العالمین

ان شہداء کے علاوہ ہزاروں مجاہدین دشمن کے ہاں پا بجولاں ہیں۔ ہم انکے حق میں بھی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ان کو جلد از جلد قید و بند کی سختیوں سے نجات عطا فرما۔ آمین یا الہ العالمین

الجزائری مجاہدین پانچ سال سے اپنے ملک کی آزادی کے لئے فرانس کے مقابلہ میں صف آراء ہیں۔ فرانس کا شمار دنیا کی چار بڑی طاقتوں میں ہوتا ہے۔ اس کے پاس جدید ترین آلات سے مسلح کئی لاکھ فوج ہے۔ امریکہ اور برطانیہ اس کا ہر موقعہ پر ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں الجزائری حریت پسندوں کے پاس نہ اسلحہ ہے اور نہ کوئی بڑی طاقت انکی پشت پناہ ہے۔ وہ ملک و ملت کے لئے اپنا تن۔ من۔ دھن سب کچھ قربان کرنے کے جذبہ سے سرشار ہو کر میدانِ جنگ میں اُترے ہیں اور یہی جذبہ ان کے حوصلہ اور ہمت کو بلند اور ان کے ارادہ و عزم کو مستحکم کرکے متواتر پانچ سال سے ان کو ایک بڑی طاقت کے مقابلہ میں ثابت قدم رکھ رہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ان کی یہ قربانیاں رائیگاں نہ جائیں گی اور مستقبل قریب میں ان کا ملک دشمنوں سے آزادی حاصل کرنے میں انشاءاللہ کامیاب ہو جائے گا۔

پہلے تو فرانس اپنی طاقت کے بل بوتے پر الجزائری حریت پسندوں کو کچلنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن جب اس کی یہ کوششیں کارگر ثابت نہ ہوئیں تو اب وہ ان کے حق خود ارادیت کو تسلیم کرنے پر آمادہ نظر آ رہا ہے۔ اگرچہ اس کیلئے اس نے چند ایسی شرائط پیش کی ہیں۔ جن کو بجا طور پر ان مجاہدین نے ٹھکرا دیا ہے۔ ہماری رائے میں وہ وقت دور نہیں جب فرانس کو غیر مشروط طور پر ان کا حق خود ارادیت تسلیم کرنا پڑے گا۔

فرانس کے مظالم کو اقوام متحدہ پانچ سال سے خاموش تماشائی کی حیثیت سے دیکھ رہا ہے۔ لیکن ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ نہ امریکی بلاک ان مظالم کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اور نہ روسی بلاک مظلوم الجزائریوں کی حمایت کرتا ہے۔ اگر افریقی ایشیائی گروپ گاہے بگاہے الجزائر کا مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش کرتا ہے تو اس کو بڑی سلطنتوں کے ذاتی مفاد پر بھینٹ چڑھا کر ختم کر دیا جاتا ہے۔ کیا اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر میں ان مظلوم الجزائریوں کی حفاظت کے لئے کوئی دفعہ موجود نہیں ہے۔ اگر اقوام متحدہ نے الجزائر کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش نہ کی تو الجزائری انشاءاللہ آزاد ہو کر رہیں گے۔ لیکن اقوام متحدہ کا وقار ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ مسئلہ جلد طے ہو جائے۔ تاکہ الجزائر میں کشت و خون کا جو سلسلہ پانچ سال سے جاری ہے۔ وہ بند ہو جائے۔

حضرت مولینا احمد علی صاحب

عمرہ سے فارغ ہو کر اتوار مورخہ ۸ نومبر ۱۹۵۹ء کی رات کو واپس تشریف لے آئے ہیں۔ پچھلے شمارہ میں آپ کے متعلق کوئی اطلاع اس لئے شائع نہ ہو سکی کہ آپ کی تشریف آوری کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا۔ ۷ نومبر ۱۹۵۹ء کی صبح کو خبر موصول ہوئی کہ آپ کراچی تشریف لا چکے ہیں۔

قارئین کرام کو علم ہوگا کہ آپ کی عدم موجودگی میں مجلس ذکر منعقد نہیں ہو رہی تھی۔ اب انشاء جمعرات مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۵۹ء سے مجلس ذکر کے انعقاد کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو جائیگا۔ آئندہ شمارہ سے یہ عنوان پانچ ہفتوں کے بعد دوبارہ ہدیہ قارئین کیا جائے گا۔ قارئین کرام نوٹ کر لیں۔

مضمون نگار حضرات سے

ہفت روزہ ”خدام الدین“ لاہور ایک دینی رسالہ ہے۔ اس کو مطالعہ کرنے والے اکثر حضرات علمی لحاظ سے معمولی استعداد کے مالک ہوتے ہیں۔ اس لئے مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ قارئین کرام کی علمی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے مضامین تحریر کرتے وقت زبان سادہ استعمال کریں۔ قرآن مجید کی آیات اور احادیث کی عربی عبارات کا ترجمہ ضرور لکھیں۔ ان پر اعراب لگائیں اور حوالہ ضرور دیں۔ تاکہ اگر کوئی دقت ہو تو کتاب دیکھ لی جائے ان ہدایات کی تعمیل نہ کرنے کی صورت میں مضمون کے شائع نہ ہونے کا خطرہ ہے اس کے بعد مضمون شائع نہ ہونے کی شکایت بے معنی ہو گی۔

مضمون نگار حضرات یہ ہدایات نوٹ فرمالیں *

حسنِ مراجعت

تعارف :- مخدومنا و مرشدنا حضرت اعلیٰ مولانا احمد علی صاحب شیخ التفسیر متعدد دفعہ حج حرمین الشریفین اور اسی طرح کئی بار عمرہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں حضرت والا تبار کے فرزند اکبر حافظ حبیب اللہ صاحب عرصہ بارہ سال سے مدینۃ النبی کی قدسی فضاؤں میں آفتاب رسالت کی ضیا پاشیوں سے اصلاح و تزکیہ کے انوار حاصل کر رہے ہیں قسمت کی رفعت پیمایوں کا اندازہ فقط اس ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک ہندی نژاد دیارِ حبیب میں اپنے اعزہ و اقربا سے دور معلمانہ زندگی بسر کرنے کا شرف رکھتا ہے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست - تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ـــــــ امسال بھی حضرت والا جاہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود عمرہ پر تشریف لے گئے ہیں آپ کی معیت میں آپ کے چھوٹے صاحبزادے حافظ حمید اللہ بھی ہیں۔ اب آپ کے درود مسعود پر ہدیہ تبریک کے طور پر چند اشعار حوالۂ قلم کئے جاتے ہیں۔

احقر :- لال دین اختر

مبارک ہیں تیرا آنا مبارک — نگاہیں ملا کر جھکانا مبارک
مئے وصل تیرا پلانا مبارک — غریبوں کی قسمت جگانا مبارک

مبارک سلامت مبارک سلامت
حجازی مسافر مبارک سلامت

وہ کعبہ جو انوار حق کا نشاں ہے — مقام براہیم کا پاسباں ہے
خوشا! وہ تری منزل ضوفشاں ہے — بڑھاپے میں ترا نصیبہ جواں ہے

مبارک سلامت مبارک سلامت
حجازی مسافر مبارک سلامت

جو رحمت برستی ہے اُس سرزمیں پر — اُسے ڈھونڈیئے جا کے خلد بریں پر
جو دولت وہاں ہے نہ ہو گی کہیں پر — سعادت کی بارش مکان و مکیں پر

مبارک سلامت مبارک سلامت
حجازی مسافر مبارک سلامت

مدینے کے انوار تیری جبیں ہیں — نہ تجھ پہ فقط بلکہ ہر ہمنشیں ہیں
الٰہی چمک یہ کہاں ہے نگیں میں — کوئی دست بیضا ہے یا آستیں ہیں

مدینے کے راہی مبارک سلامت
مبارک سلامت مبارک سلامت

رسالت کی دنیا خلافت کا مرکز — امامت کا مبداء قیادت کا مرکز
شفاعت کا مسکن ہدایت کا مرکز — محبت کا مولد مروت کا مرکز

مدینہ سلامت مدینہ سلامت
مبارک سلامت مبارک سلامت

سراپا سعادت وہ روضۂ اقدس — محبت کی دولت وہ روضۂ اقدس
جہانوں کی رحمت وہ روضۂ اقدس — مسلماں کی قسمت وہ روضۂ اقدس

مبارک سلامت مبارک سلامت
مدینہ سلامت مبارک سلامت

صحابہ کی وہ درسگاہ عقیدت — فضاؤں میں جس کی ہے نور نبوت
وہ مخزن برائے صداقت عدالت — وہ معدن برائے سخاوت شجاعت

مبارک سلامت مبارک سلامت
مدینہ کی بستی مبارک سلامت

مدینے میں تیرا جو لخت جگر ہے — سعادت کا پتلا وہ نور بصر ہے
جبیں اسکی سجدوں سے رشک قمر ہے — نگاہوں میں اپنی وحید العصر ہے

مبارک سلامت مبارک سلامت
قیام مدینہ مبارک سلامت

ہزاروں تری دید کے منتظر ہیں — مہینوں سے لیے یہ شام و سحر ہیں
تری خاک پا میں گہر ہی گہر ہیں — ترے خادموں میں بھی صاحب نظر ہیں

مبارک سلامت مبارک سلامت
حجازی مسافر مبارک سلامت

خطبہ یوم الجمعۃ ۳ ر جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۶ ر نومبر ۱۹۵۹ء

محررہ از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ـ اَمَّا بَعْدُ

اسلام میں بچوں کی تعلیم و تربیت

حضرت مولانا عمرہ کے لئے روانہ ہونیسے پہلے جو چار خطبہ جات تحریر کرکے ہمیں دے گئے تھے ـ وہ سب شائع ہو چکے ہیں ـ خیال تھا کہ ۶ ر نومبر ۱۹۵۹ء کے لئے آپ خطبہ وہاں سے ارسال کر دینگے لیکن خطبہ موصول نہ ہونیکے باعث ہمیں مجبوراً پرانا خطبہ ہدیہ قارئین کرنا پڑا ـ موضوع کے انتخاب میں وقت کی ایک اہم ضرورت کو پیش نظر رکھا گیا ہے ـ (مدیر)

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ٥

(سورہ آل عمران ع ۴) ترجمہ ـ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما ـ بے شک تو دعا کا سننے والا ہے ـ

برادران اسلام جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے ـ وہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا ہے ـ اولاد کا معاملہ جس قدر توجہ چاہتا ہے ـ عموماً مسلمان اس سے غافل ہیں ـ حضرت زکریاؑ کی دُعا کہ اے اللہ مجھے پاک اولاد عطا فرما ـ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد غیر طیب بھی ہوتی ہے ـ اسی طرح ہمارے ہاں یہ ضرب المثل ہے ـ پوت ـ سپوت ـ کپوت ـ پوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت قائم رکھے ـ سپوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت بڑھائے کپوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت کو بٹا لگائے ـ اس سے مطلق اولاد کی دُعا نہ کیا کیجئے ـ بلکہ ذریۃ طیبہ پاک اولاد کی دعا کیا کیجئے ـ بعض اولاد موجب رحمت ہوتی ہے ـ اولاد کی نالائقی میں ۹۹ فیصدی غلط تربیت کو دخل ہوتا ہے ـ مسلمان ہونے کی حیثیت سے جتنا اولاد کی تربیت کا فرض مسلمان پر عاید ہوتا ہے اتنا ہی مسلمان اس سے غافل ہے ـ ایک غیر مسلم ہندو یا سکھ اپنی اولاد کی جس طریقہ سے تربیت کرتا ہے ـ مسلمان بھی اپنی اولاد کی اتنی ہی اور ویسے ہی تربیت کرتا ہے ـ میں اپنی بہنوں سے عرض کروں گا تربیت کے معاملہ میں ـ جس طرح باپ مجرم ہے ـ اسی طرح ماں بھی مجرم ہے ـ میں جو کچھ کہتا ہوں ـ اسے صرف وعظ نہ سمجھا کیجئے ـ پنجابی کہتے ہیں کہ جمعہ پڑھنے گئے تھے ـ وعظ بھی سن آئے ـ وہ محض ثواب کی خاطر وعظ سنتے ہیں ـ ساری عمر وعظ سنتے رہتے ہیں ذرا بھر اصلاح نہیں ہوتی جب ذرا طبیعت کے خلاف کوئی بات ہوئی ـ ساری عمر کا سنا سنایا وعظ ختم ہو جاتا ہے ـ صرف ثواب کی خاطر وعظ سننے نہ آیا کیجئے ـ بلکہ اپنی اصلاح اور عمل کرنے کے خیال سے سنا کیجئے ـ میں اسی واسطے محنت کرکے آتا ہوں ـ جمعہ کی صبح کو میں کسی سے نہیں ملتا ـ کوئی صاحب تعویذ لینے آجاتے ہیں ـ کوئی مسئلہ پوچھنے آجاتے ہیں ـ کوئی صاحب یونہی ملنے آجاتے ہیں ـ لیکن میں کسی سے نہیں ملتا کیونکہ مجھے اپنی ذمہ داری کا احساس ہے آپ لوگ بھی اپنی ذمہ داری محسوس کیجئے ہاں تو آپ لوگوں کی تربیت کا معیار یہ ہے کہ بچوں کو کھلا پلا کر بڑا کر دیا جائے کوئی بیمار ہو جائے تو اس کا علاج کرایا جائے ـ لڑکا ہے تو کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش سکھایا جائے تاکہ روٹی کما سکے ـ اگر لڑکی ہے تو لوگ جس قسم کے اوصاف پسند کرتے ہیں ـ انہیں اوصاف سے لڑکی کو آراستہ کر دیا جائے ـ مثلاً فیشن ایبل رشتہ پسند کیا جاتا ہے تو اسے فیشن ایبل بنانا ـ گانے والی پسند کی جاتی ہے تو اُسے گانا سکھانا اور اگر جدید تعلیم یافتہ پسند کی جاتی ہے تو اسے جدید تعلیم کی حتی الامکان اعلےٰ سے اعلےٰ ڈگری دلانا ـ بے پردہ لڑکی پسند کی جاتی ہے تو اسے بے پردہ رہنے کا عادی بنانا ـ بہن کو پتہ ہے کہ میرا بھائی بے پردہ عورت کو پسند کرتا ہے ـ وہ چاہتا ہے کہ میری بیوی دوستوں کی محفل میں بے تکلف شریک ہو تاکہ وہ اس کی بیوی اور یہ ان کی بیویوں کو دیکھ سکے اور آپس میں باتیں ہو سکیں ـ تو بہن بھی ویسی ہی بھاوج تلاش کریگی بہن کو معلوم ہے کہ بھائی اونچی آستینوں والا قمیص اور غرارہ پسند کرتا ہے ـ اسکے دل کو دو چوٹیاں بھاتی ہیں اور وہ ایسی عورت کو چاہتا ہے جو آزادانہ اس کے ساتھ سیر و تفریح کر سکے ـ اور سینما جا سکے چنانچہ وہ اس کے لیئے ویسی ہی دلہن لائیگی چنانچہ لوگ اسی طرح پر تربیت کرتے ہیں ـ جیسا اس کو پسند کرتے ہیں ـ اور اگر وہ گانا پسند کریں تو غیر محرموں سے گانا سکھاتے ہیں تقسیم سے پہلے ہندو مرد اونچے گھرانے کی مسلمان لڑکیوں کو گانا سکھاتے تھے ـ

بارگاہ الٰہی میں جوابدہی

میرے بھائیو! لڑکوں اور لڑکیوں کی اس قسم کی تربیت تو کافر بھی کرتے ہیں ـ آپ نے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں کیا امتیاز دکھایا ـ اگر قیامت کے دن اللہ تعالےٰ آپ سے یہ سوال کریں ـ کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ نے اپنے بچوں کو کیا تعلیم دی تھی ـ کیا میری الوہیت میری معبودیت اور میری بندگی کے متعلق انہیں کچھ پڑھایا تھا اور تم مجھے مالک الملک شاہنشاہ حقیقی مانتے تھے اور تمہیں علم تھا کہ میرا قانون ـ میرا پیغام اور میرا فرمان قرآن مجید ہے تو کیا بال بچوں کی تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم بھی لازمی قرار دی تھی ؟ پھر سوچ لو کہ اس سوال کا کیا جواب دوگے ؟ بے شک تم نے پنجاب یونیورسٹی کا بی اے اور ایم اے کا کورس پڑھایا ـ لیکن پرائمری سے لے کر ایم اے کے کورس تک قرآن مجید ناظرہ بھی اس میں پڑھایا جاتا ہے ؟ نہ پاکستان بننے سے پہلے پڑھایا جاتا تھا ـ نہ اب پڑھایا جاتا ہے ـ جو پاکستان بننے سے پہلے کورس تھا ـ وہی کورس اب بھی ہے ـ تم کو آخر خدا کے ہاں جانا ہے پھر بتاؤ اس کا کیا جواب دوگے ؟

اولاد دل کا پھل ہے ـ

عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضـ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

بِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ ابْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ

رواہ احمد والترمذی - ترجمہ - ابو موسےٰ اشعریؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جب کسی آدمی کا بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے - میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرکے آئے ہو - وہ عرض کرتے ہیں - ہاں (لے آئے ہیں) پھر فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا - پھر عرض کرتے ہیں - تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ پڑھا - تب (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - میرے بندے کے لئے بہشت میں ایک گھر تیار کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکریئے کا گھر) رکھ دو -

عورتوں کی عادت ہے کہ جہاں کوئی مریض قریب المرگ ہو - وہاں ضرور پہنچتی ہیں - ان کو مردوں سے زیادہ پتہ ہوتا ہے کہ اب یہ شخص زندہ نہیں رہ سکتا - کیونکہ عورتیں گھروں میں رہتی ہیں - مرد باہر ہوتے ہیں - انہیں تب پتہ چلتا ہے جب کوئی مرجاتا ہے - یہ اس معاملہ میں ایکسپرٹ ہوتی ہیں کہ جی اسکی ناک کی گھوڑی ٹیڑھی ہوگئی ہے - فلاں کے پاؤں متورم ہوگئے ہیں - بس فلاں دو تین دن کا مہمان ہے - فلاں کا دو گھنٹہ میں کام ہو جائے گا - اس لئے فوراً وہاں پہنچ کر رونا دھونا اور بین کرنا شروع کر دیتی ہیں کہ ہائے یوں تھا تو ایسا تھا تو ویسا تھا - یاد رکھو یہ رونے دھونے میت کے حق میں سخت مضر ہیں - آپ سمجھ گئے ہونگے کہ اللہ جل شانہٗ نے انسان کی اولاد کو دل کے پھل سے تعبیر فرمایا ہے اور پھلوں میں اچھا پھل وہ ہوتا ہے - جس کا رنگ خوشنما ہو - سونگھنے میں خوشبودار ہو - کھانے میں خوش ذائقہ ہو اور آسانی سے ہضم ہوکر جزو بدن ہو جائے - اسی طرح آپ اپنے دل کے پھل اپنی اولاد کو ہمہ صفت موصوف بنائیں - دنیاوی مفاد کی خاطر چاہے ان کو ڈاکٹر بنائیں - انجنیئر بنائیں وکیل بنائیں بیرسٹر بنائیں - پی - ایچ ڈی بنائیں - ڈی ایس - پی بنائیں - لیکن ساتھ ان کو مسلمان بھی بنائیں - اگر آپ سچا اور کھرا مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے نصاب تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنئے - عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ رواہ فی الموطا

مالک بن انسؓ نے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں - جب تک ان دونوں چیزوں کو مضبوط پکڑے رکھوگے تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے (دو چیزیں کونسی ہیں) اللہ تعالےٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنۃ - اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جب تک مسلمان قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے رہیں گے - اور اس پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش نظر رکھیں گے اس وقت تک گمراہ نہیں ہوں گے -

میں چالیس بتالیس سال سے یہاں پر درس قرآن دے رہا ہوں - اور جمعہ پڑھا رہا ہوں - میں ہمیشہ سے کہتا رہا ہوں - کہ ہم عصری تعلیم کے مخالف نہیں - تقسیم سے قبل انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں کہا کرتا تھا کہ ہمارا مقابلہ ہندوؤں سے ہے اگر ایک ہندو ڈاکٹر آئے تو مقابلہ میں مسلمان ڈاکٹر آئے - اگر ادھر سے ایل - ایل - بی آئے تو اُدھر سے بھی ایل - ایل - بی آئے - ادھر سے ایم ایس سی آئے تو ادھر سے بھی ایم ایس سی آئے - لیکن میرے بھائیو - اس دنیاوی تعلیم کو کافی وافی نہ سمجھو اگر اللہ کی بارگاہ میں مردود نہیں بلکہ مرحوم ہونا ہے تو کچھ نہ کچھ دین بھی سیکھ - تمہاری بڑی سے بڑی دنیاوی تعلیم ایل - ایل - ڈی اور پی - ایچ - ڈی کی اللہ کے دربار میں کوئی پوچھ نہیں اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا - اگر ملعون بننا نہیں چاہتے تو دینی تعلیم ضرور حاصل کرو - یاد رکھو اگر قال اللہ اور قال الرسول کا نور سینے میں نہیں - تو یہ سب کچھ بے کار ہے - یہ بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہنے والے جنہوں نے صرف کسی یونیورسٹی میں تعلیم پائی ہے - کیا ان کو کلمہ طیبہ بھی آتا ہے ؟ جب کلمہ بھی نہیں آتا تو نماز اور قرآن تو کہیں رہا - یہ بڑے لوگ ہیں - کیونکہ ساٹھ ہزار کی کوٹھی میں رہتے ہیں - یہ بڑے اس لئے ہیں کہ پچاس ہزار کی موٹر پر سوار ہوتے ہیں - یہ بڑے ہیں کیونکہ بڑا قیمتی سوٹ پہنتے ہیں - یاد رکھو کوئی بھی بڑا ہو - خواہ وزیر اعظم ہو یا گورنر - اگر وہ ذاکر نہیں بلکہ غافل ہے تو پھر اس کوٹھی اس موٹر اس پھپھڑ کھٹ پر خدا کی رحمت برسے گی یا لعنت برسے گی -

ایک سوال

برادران اسلام ! کیا پاکستان کی بارہ سالہ زندگی میں اسلامی نصاب تعلیم رائج کرنے کے لئے آج تک کوئی موثر قدم اٹھایا گیا ہے - پنجاب گورنمنٹ نے مذہبی نصاب بنانے کے لئے سنی شیعہ علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا تھا - جس کا ایک رکن میں بھی تھا - لیکن اب تک کوئی تسلی بخش نصاب تجویز نہیں ہو سکا - حالانکہ جس دن پاکستان بنا تھا - اگر کوئی دیندار حاکم ہوتا تو اسی دن اسلامی نصاب تعلیم رائج کر دیتا - اگر ہماری حکومت اسلامی نصاب تعلیم رائج کر دے - تو پھر ہمارے بچے جو ہمارے دلوں کا پھل ہیں - خداشناس - خدا پرست خداترس اصلی اور کھرے مسلمان نظر آنے لگیں گے اس لئے کہ جب ان کی گھٹی میں یہ ڈالا جائے گا - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ - رواہ فی شرح السنۃ وقال نووی ہذا حدیث صحیح - عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کوئی شخص تم میں سے سچا مومن نہیں ہو سکتا - تا آنکہ اس کے دل کی ہر خواہش اس تعلیم کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں - جب مسلمان بچے کو ابتدا سے ہی یہ تعلیم دی جائے گی جو اس کے دل میں خلاف شریعت کوئی خواہش پیدا ہی ہونے نہ پائیگی - لیکن یہاں تو نقشہ ہی دوسرا ہے - دولت تنخواہیں اور گریڈ یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہونے کی علامت ہیں - لیکن جب اسلامی تعلیمات سے دماغ روشن اور دل منور ہو جائیں گے تو پھر یہ نتائج ظہور پذیر ہونگے -

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ لَكَثِيْرٌ فِي النَّاسِ قَالَ وَ

سَیَکُوْنُ فِیْ قُرُوْنٍ بَعْدِیْ ۔ رواہ الترمذی

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے پاکیزہ رزق کھایا (یعنی حلال کھایا اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کی ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہے (یعنی کسی انسان کو کسی طرح کا کوئی دکھ نہیں پہنچا۔ وہ شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ آج کل تو اس قسم کے آدمی بہت ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میرے بعد آنے والے زمانوں میں بھی ہوں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ آج بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خالی نہیں ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ باقی جن کے منہ کو حرام لگ چکا ہے۔ ان سے پھڑانا مشکل ضرور ہے۔ لیکن ناممکن نہیں۔ جن جن بچوں کو ابتداء عمر ہی سے بہشت میں داخل ہونے کا یہ مختصر سا پروگرام بنا دیا جائے گا۔ انشاءاللہ سلیم الفطرت ہونے کے لحاظ سے ان کے دل پر یہ پروگرام نقش برسنگ ہو جائے گا۔ اور مخلوق خدا کے لئے ان کا وجود باعث صد رحمت ہوگا۔ اس قسم کے دیندار اور خدا ترس نوجوانوں کا وجود مملکت کے حق میں بھی مفید ہوگا۔ وہ نہ اسلام سے غداری کرینگے نہ عوام سے غداری کریں گے اور نہ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر حکومت پاکستان سے غداری کرینگے۔ لیکن یاد رکھو اگر تم نے اسلام کا طریقہ تعلیم و تربیت رائج نہ کیا تو اس ناتربیت یافتہ گمراہ اولاد کے نتائج بد سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا۔ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ہ رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ہ (سورۃ الاحزاب ع ۸)

جس دن ان کے منہ آگ میں الٹے دیئے جائینگے۔ کہینگے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے رب ہمارے انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

آخری عرضداشت ۔ دینی تعلیم ص۴

ص۴۵ کی برکت سے ان نتائج حسنہ کا ظہور تب ہوگا۔ جب تعلیم دینے والے ایسے اساتذہ ہوں جو خود اس تعلیم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں۔ جن کا قال بھی یہی تعلیم ہو اور حال بھی یہی تعلیم ہو نہ کہ موجودہ ماسٹر اور پروفیسر صاحبان جو اس تعلیم سے خود ناآشنا اور اسکے عملی رنگ سے خود بے بہرہ ہوں۔ حکومت پاکستان سے عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو ایسے اساتذہ کی فراہمی کی خدمت انجام دینے کے لئے حاضر ہوں۔ وما علینا الا البلاغ۔

حاجی کمال الدین صاحب ممبر مسلم لاہور کارپوریشن

موت کی یاد

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ حضورؐ نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ شخص یا تو راحت پانے والا ہے یا اس سے راحت ہو گئی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ تو مرکر دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے راحت پا لیتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ شانہٗ کی رحمت کے اندر چلا جاتا ہے (یہ تو راحت پانے والا ہوا) اور فاجر آدمی جب مرتا ہے۔ تو دوسرے آدمی اور آبادیاں اور درخت اور جانور سب کے سب اس کی موت سے راحت پاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ) اس لئے کہ اس کی گناہوں کی نحوست سے دنیا میں آفات نازل ہوتی ہیں۔ بارش بند ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے شہروں میں فساد ہوتا ہے۔ درخت خشک ہونے لگتے ہیں۔ جانوروں کو چارہ ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے اس کی موت سے سب کو راحت ملتی ہے کہ اس کی نحوست سے سب کو تکلیف پہنچ رہی تھی۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے ایک دفعہ میرا مونڈھا پکڑ کر فرمایا کہ دنیا میں ایسے رہو۔ جیسا کوئی اجنبی بلکہ راستہ چلتا مسافر ہوتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب تو صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر اور جب شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر۔ اور اپنی صحت کے زمانہ میں مرض کے زمانہ کے لئے توشہ لے لے۔ (کہ جو اعمال صحت میں کرتا ہوگا۔ مرض میں ان کا ثواب ملتا رہے گا) اور اپنی زندگی میں موت کے لئے توشہ لے لے (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضورؐ کی معیت میں ایک جنازہ کے ساتھ چلے۔ قبرستان میں پہنچ کر حضورؐ نے ایک قبر کے پاس تشریف فرما ہوکر ارشاد فرمایا کہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا۔ جب وہ نہایت فصیح اور صاف آواز کے ساتھ یہ اعلان کرتی ہے۔ کہ اے آدم کے بیٹے تو مجھے بھول گیا۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ اجنبیت کا گھر ہوں۔ میں وحشت کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ میں نہایت تنگی کا گھر ہوں مگر اس شخص کے لئے جس پر اللہ تعالےٰ شانہٗ مجھے وسیع بنا دے۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیؓ کا انتقال ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ ان کی تعریف کرنے لگے اور ان کی کثرت سے عبادت کا حال بیان کرنے لگے۔ حضورؐ سکوت کے ساتھ سنتے رہے۔ جب وہ حضرات چپ ہوئے تو حضورؐ نے دریافت کیا کہ یہ موت کو کبھی یاد کیا کرتے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس کا ذکر تو نہیں کرتے تھے۔ پھر حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ اپنے جی چاہنے کی چیزوں کو چھوڑ دیتے تھے (مثلاً کسی چیز کے کھانے کو دل چاہتا ہو اور نہ کھاتے ہوں) صحابہؓ نے عرض کیا ایسا تو نہیں ہوتا تھا۔ حضورؐ نے یہ فرمایا کہ یہ صحابی ان درجوں کو نہ پہنچیں گے۔ جن کو تم لوگ (جو ان دونوں چیزوں کو کرتے ہو) پہنچ جاؤگے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ کی مجلس میں ایک صحابی کی عبادت اور مجاہدہ کی کثرت کا ذکر ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ موت کو کتنا یاد کرتے تھے

باقی صفحہ ۱۷ پر

از جناب فضل حسین صاحب (فریڈ ٹاؤن منٹگمری)

اہمیّت نماز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔

اما بعد۔ یہ چیز محتاج بیان نہیں کہ اس دور میں جبکہ اسلام کا ڈنکہ چار سو بج چکا ہے ہر ذی عقل مسلمان نماز کی اہمیت اسکے اجر و ثواب اور اسکی غیر ادائیگی پر عذاب وغیرہ کو اچھی طرح سمجھ چکا ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث نبوی سے یہ چیز روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ نماز ایمان کا ایک اہم رُکن ہے۔ جسکی ادائیگی ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس فرض کو نہ ادا کرنے والے کا ٹھکانا خدا کے ہاں جہنم ہے۔ جس مسلمان سے سوال کیا جاوے کہ نماز کی کیا اہمیت ہے تو فوراً جواب دے گا کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کا نہ ادا کرنے والا گنہگار اور مستحق عذاب ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم اس فرض کی ادائیگی میں بے التفاتی اور بے توجہی برت رہے ہیں تو محض جان بوجھ کر برت رہے ہیں اور اس فرض کو ادا نہ کرکے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے غضب کو للکار رہے ہیں۔ ہماری ایسی حالت ہو چکی ہے۔ جیسے کسی شاخ پر بیٹھ کر اسی ہی کو کاٹا جا رہا ہو۔ ہم اسلام کو قبول کرکے اور اس فرض کو ادا نہ کرکے اسلام ہی کی شاخ کو کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس دَور میں بے دینی اتنی زور پکڑ چکی ہے کہ اگر نمازیوں کی اوسط نکالی جاوے تو ہر سو کے پیچھے بڑی مشکل سے پانچ نمازی ملیں گے اور ان پانچوں میں بھی تین ایسے ملیں گے کہ جو نماز ایسی بُری طرح ادا کرتے ہیں کہ جس سے نماز کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور بجائے ثواب کے عذاب خرید لیتے ہیں۔ یعنی نماز میں جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔ کبھی رکوع پورا کیا تو سجدہ پورا نہ کیا۔ اگر سجدہ پورا کیا تو رکوع پورا نہ کیا۔ کوئی لفظ منہ سے پورا نکالا۔ کوئی آدھا۔ ایک منٹ میں چار رکعتوں کے حساب سے نماز پڑھی اپنے جوتے اُٹھائے اور چلتے بنے۔ ایسی نماز نہ پڑھنے کے مترادف ہے۔ جب نماز ہی قبول نہ ہوئی۔ تو وقت خرچ کرنے کا کیا فائدہ۔ دنیاوی حاکم کی کچہری میں اگر ہمیں جا کر کوئی عرض معروض کرنی ہو یا کوئی کام نکلوانا ہو تو تمام آداب کو ملحوظ رکھینگے کہ ایسے سلیقہ اور احسن طریقہ سے گفتگو کی جائے کہ جس سے تعظیم میں فرق نہ آئے اور حاکم ناراض نہ ہو جائے۔ اگر وہاں ذرہ بھی دائرہ تہذیب سے دور ہوئے۔ تو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیئے جائینگے اور بجائے فائدہ کے نقصان کا اندیشہ ہوگا لیکن افسوس اُس دربار خداوندی میں جا کر ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔ حالانکہ اس دربار سے بڑا کوئی دربار نہیں۔ جہاں سب کو جا کر جھکنا پڑتا ہے۔

بے نمازی کا حال قرآن کریم کی زبانی

یَتَسَآءَلُوۡنَ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ۙ مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ہ قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ ۙ (پ ۲۹ سورہ مدثر) ترجمہ۔ مل کر پوچھتے ہیں گنہگاروں کا احوال۔ تم کس لئے دوزخ میں داخل ہوئے۔ وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

یعنی آخرت میں کامیاب اور فلاح پانے والے آدمی مل کر گنہگاروں کا احوال پوچھیں گے کہ تم کو کیا چیز دوزخ میں لے آئی ہے تو وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

حدیث کی زبانی

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی۔ اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ اگر اس سے افضل کسی اور چیز کو فرض کرتے تو فرشتوں کو اس کا حکم دیتے۔ فرشتے دن رات کوئی رکوع میں ہے کوئی سجدہ میں

(۲) فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے نماز پر حفاظت نہ کی وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (ابی بن خلف مکہ کے مشرکین میں سے سب سے زیادہ دشمن اسلام تھا۔ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں جنگ اُحد میں قتل کیا تھا)

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے۔

میں نے اوپر عرض کیا تھا کہ اگر اوسط نکالی جائے تو ہر سو کے پیچھے بڑی مشکل سے پانچ نمازی ملیں گے اور اُن پانچوں میں سے بھی تین ایسے ملیں گے۔ جن کی نماز کو اگر مذاق سے تعبیر کیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ نماز کے آداب اور احکام کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ ایک چوکیدار جس کی یہ ڈیوٹی لگائی جائے۔ کہ اُس نے آج رات بندوق اٹھا کر اس احاطہ میں بالکل خبردار ہوکر پہرہ دینا ہے۔ تاکہ کوئی چور یا ڈاکو اندر نہ گھسنے پائے تو چوکیدار پہرہ تو دینا شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن عائد کردہ پابندیوں کا اہتمام نہ کرتے ہوئے بندوق بھی نہیں اٹھاتا۔ کبھی بیٹھ جاتا ہے۔ کبھی اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ کبھی سو جاتا ہے اور کبھی جاگ اُٹھتا ہے اور کبھی ساتھ والے گاؤں میں حقہ پینے چلا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی اس حد تک لا پرواہی کی وجہ سے ڈاکو گھس آتے ہیں۔ اور اپنا کام پورا کرکے چلے جاتے ہیں۔ اُسے واپسی پر آ کر پتہ چلتا ہے وہ پشیمان ہوتا ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ سب کچھ اس لیئے ہوا کہ اس نے چوکیداری کی ڈیوٹی کے تمام لوازمات کو ملحوظ نہ رکھا اور اپنے دماغی خلجان کے تحت چلتا رہا۔ عرض ہے کہ یہ چوکیدار لوگوں کی نظروں میں چوکیدار تو ضرور کہلائے گا۔ لیکن افسر کی نگاہ میں اس کی وقعت ذرہ بھر نہ ہوگی۔ اسے سزا ملے گی اور تنخواہ بھی ضبط ہوگی۔ اور عوام اسے لا پرواہ چوکیدار کہیں گے۔

اسی طرح ایک نمازی جو نماز تو پڑھتا ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی میں اپنی من مانی

کرتا ہے۔ لوگوں کی نظروں میں نمازی تو ضرور کہلاوے گا۔ لیکن احکم الحاکمین اس سے ضرور باز پرس کریں گے۔ کیونکہ اس نے عائد کردہ پابندیوں کو پس پشت ڈالدیا معاذاللہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس چوکیدار کی طرح بعد میں پشیمان ہونا پڑے اور محنت کا کچھ صلہ نہ ملے۔

اسی طرح اگر ہم نماز کے لئے وقت بھی نکالیں۔ وضو بھی کریں۔ لیکن نماز ادا کرنے کا ایسا بھونڈا طریقہ اختیار کریں جو قرآن اور حدیث کی رو سے غلط ہو۔ تو ہمیں اس محنت کا کیا فائدہ رہا۔ وہ زیادہ بدقسمت شمار ہوتا ہے جو محنت بھی کرے اور پائے بھی کچھ نہ۔ میں یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ تقریباً ہر مسجد میں کئی ایسے نمازی ملیں گے۔ جو پکے نمازی بھی ہوں گے۔ لیکن نماز کی ادائیگی میں اس قدر قانون شکنی کریں گے کہ وہ برائے نام نماز ہوگی۔ اچھے بھلے تعلیمیافتہ اور مسائل کے جاننے والوں میں بھی آپ اس قسم کی غلطیاں پائیں گے۔ کبھی آئمہ حضرات بھی نماز پڑھاتے ہیں اس قدر جلد بازی سے کام لیتے ہیں کہ مقتدی مشکل سے درود شریف پر پہنچتا ہے تو وہ سلام پھیر دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل ایسی حالت خراب ہو چکی ہے کہ اگر مسجد میں احسن طریقہ سے کسی کو نماز کی درستی کی تلقین کی جائے۔ تو پھر جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہم پر اور ہمارے امام صاحبان پر لازم ہے کہ اگر ہمارے سامنے کوئی نمازی نماز میں جلد بازی یا رکوع سجود میں غلطی کر رہا ہے تو اس کو سمجھانے کی جرأت کی جاوے بلکہ یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ چار جمعوں میں سے ایک ایسا جمعہ ضرور ہونا چاہیئے۔ جس میں امام اور خطیب صاحبان صرف نماز کے مسائل اور طریقے لوگوں کے ذہن نشین کراویں اور یہ اس سے بھی بہتر ہوگا۔ کہ امام صاحبان اپنی اپنی مسجد کے نمازیوں کا پورے طور پر خیال رکھیں کہ آیا ان کا کوئی مقتدی نماز کی ادائیگی میں خرابی تو نہیں کر رہا

نماز میں جلد بازی

نماز میں جلد بازی اور سرپٹ گھوڑا دوڑانے والوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ ملاحظہ کریں اور پھر اندازہ لگائیں کہ ہماری نمازیں کہاں تک درست ہیں۔ یہ واقعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک نمازی کے درمیان ہے جو مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے آیا تھا۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ تو ایک آدمی مسجد میں آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ حضورؐ نے اس کے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ واپس جا اور پھر نماز پڑھ۔ اس لئے کہ تو نے نماز ادا نہیں کی۔ چنانچہ وہ آدمی واپس لوٹا اور اسی طرح نماز ادا کی جس طرح پہلے پڑھی تھی یا اس کے بعد پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے و علیک السلام سے جواب دیا اور فرمایا واپس جا پھر نماز ادا کر اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ اسی طرح کیا تو اس پر اس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا کہ میں اس نماز سے زیادہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھ سکتا۔ لہذا مجھے سکھلا دیویں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تو نماز کیلئے کھڑا ہو تو پہلے تکبیر تحریمہ کہہ۔ پھر (حمد و ثنا کے بعد) قرآن کریم میں جو آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو۔ وہ پڑھ لو۔ یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جاؤ پھر سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو۔ یہانتک کہ سجدہ میں اطمینان سے ہو جاؤ پھر سر اٹھاؤ۔ یہانتک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اور اپنی ساری نماز اس طرح ادا کرو۔ (مسلم شریف)

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نمازوں کو اپنے وقت پر پڑھے۔ وضو بھی اچھی طرح کرے خشوع و خضوع سے بھی پڑھے۔ کھڑا بھی پورے وقار سے ہو۔ پھر اسی طرح رکوع سجدہ بھی اچھی طرح اطمینان سے کرے۔ غرض ہر چیز کو اچھی طرح کرے تو وہ نماز نہایت روشن چمکدار بن کر جاتی ہے اور نمازی کو دعا دیتی ہے کہ اللہ تعالے شانہٗ تیری بھی ایسی ہی حفاظت کرے۔ جیسے تو نے میری حفاظت کی اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے۔ وقت بھی ٹال دے۔ وضو بھی اچھی طرح نہ کرے۔ سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز بری صورت سے رنگ میں بد دعا دیتی ہوئی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالے تجھے بھی ایسا ہی برباد کرے۔ جیسا تو نے مجھے ضائع کیا۔ اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدترین چوری کرنے والا وہ شخص ہے جو نماز سے بھی چوری کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز میں کس طرح چوری کرے گا۔ ارشاد فرمایا کہ وہ رکوع اور سجدہ اچھی طرح نہ کرے

(۴) ایک اور حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے مگر ایک بھی قبول نہیں ہوتی کہ کبھی رکوع اچھی طرح کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا سجدہ کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا۔

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے والے نمازی

کئی نمازی ایسے ملیں گے جو کہ نماز پڑھتے پڑھتے مسجد کے تمام میناروں کو گن لیتے ہیں اور ہر آنے جانے والے کی نقل و حرکت کا پورا طرح جائزہ لیتے ہیں۔ ایسے حضرات ذرا مندرجہ ذیل حدیث پر غور فرماویں اور آئندہ اس غلطی سے بچنے کی کوشش فرماویں۔ کیونکہ اس سے خشوع ٹوٹ جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے؟ فرمایا کہ یہ شیطان کا نماز میں سے اچک لینا ہے۔

نماز میں اعضا کے سکون کو توڑنے والے نمازی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ داڑھی پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو بدن کے سارے اعضا میں سکون ہوتا۔

نماز میں خشوع کو توڑنے والی اور بھی متعدد چیزیں ہیں۔ مثلاً ناک یا جسم کے کسی حصہ کو بار بار کھجانا۔ سجدہ میں مسجد کی کنکریوں کو الٹ پلٹ کرتے رہنا۔ انگلیوں کے ناخن دیکھتے رہنا یا جھومتے رہنا وغیرہ وغیرہ اس قسم کی مثالوں سے بھی بچنا چاہیئے۔

نماز میں آسمان کی طرف دیکھنے والے نمازی

یہ بھی دیکھا گیا کہ بعض نمازی نماز

پڑھتے وقت آسمان کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ ذرا مندرجہ ذیل حدیث پر غور فرمائیں۔

ایک مرتبہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ نماز میں اوپر دیکھتے ہیں۔ وہ اپنی اس حرکت سے باز آ جائیں۔ ورنہ نگاہیں اوپر کی اوپر رہ جائینگی۔ یعنی ایسی حرکت بھی نماز میں ممنوع ہے۔

۵۔ سجدہ میں جاکر پاؤں زمین سے اٹھا لینے والے اور بغیر ناک ٹیکے سجدہ کرنیوالے نمازی

کئی نمازی صاحبان ایسے ملیں گے جو کہ سجدہ کرتے ہیں تو دونوں پاؤں اوپر اٹھا لیتے ہیں یا ماتھے کو زمین پر ٹیکتے ہیں۔ تو ناک نہیں ٹیکتے۔ سجدہ میں ناک اور پیشانی دونوں زمین پر رکھے اور پاؤں کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کا ٹکا رہنا بھی شرط سجدہ ہے۔ اگر ایک انگلی نہ ٹکی رہے گی اور دونوں پاؤں سجدہ میں اٹھ جائیں گے۔ تو سجدہ نہ ہوگا اسی طرح اگر سجدہ میں ناک نہ ٹکی تو بھی نماز نامکمل ہوگی۔

۶۔ اعضاء کو سستی سے حرکت دینے والے نمازی

نماز کی حالت میں اعضاء کو حرکت دیتے وقت سستی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ مثلاً نیت نماز کیلئے ہاتھ پوری طرح اٹھانے کی بجائے ڈھیلے ہاتھوں سے تھوڑا سا اشارہ کر دینا قیام میں ہیں۔ تو کمر کو ٹیڑھا کرکے کھڑے ہیں۔ یا آنکھیں بند کرکے کاہلی سے کھڑا ہونا سلام پھیرتے وقت صرف آنکھوں ہی سے اشارہ کر دینا۔ وغیرہ وغیرہ

۷۔ قیام میں کلائی کو غلط طریقہ سے پکڑنے والے نمازی

طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی کو اس طرح پکڑے کہ ہتھیلی کے اوپر ہتھیلی رہے اور بیچ کی تین انگلیاں کلائی کے اوپر رہیں اور انگوٹھا اور چھنگلی کلائی پر دائرہ مارے ہوئے ہو اور ناف کے نیچے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں۔ لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ کوئی تو صرف ایک ہاتھ کی انگلیوں سے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کو پکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ کوئی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی کہنی کو جا پکڑتا ہے اور کوئی بائیں ہاتھ کی کلائی کو درمیان سے پکڑ کر ہاتھ کو پیچھے ڈھیلا کر دیتا ہے۔ جس طرح قمیص کی پھٹی ہوئی جیب سے ہاتھ نیچے کو نکل جاتا ہے اس سے بھی بچنا چاہیئے۔

۸۔ گھر میں نماز پڑھنے والے نمازی

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کرکے لائیں۔ پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلاعذر کے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں اور جاکر گھروں کو جلا دوں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے۔ مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ شخص جہنمی ہے۔

گھر میں بلاعذر نماز پڑھنے والے حضرات ذرا غور فرماویں کہ گھر میں نماز پڑھنا کہاں تک درست ہے۔

پکے نمازی لیکن معمولی سے بہانہ پر نماز ترک کردینے والے

یہ بات نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ کئی ایسے نمازی ہوتے ہیں جو کہ پکے نمازی ہوتے ہیں۔ تہجد بھی پڑھتے ہیں نفلیں بھی ادا کرتے ہیں۔ اگر انکی صحت قائم رہے یا کوئی مہم درپیش نہ آ جاوے تو کبھی بھی نماز ترک نہیں کرتے۔ لیکن اگر ذرا سا بہانہ مل جاوے مثلاً معمولی بخار ہو گیا۔ نزلہ زکام ہو گیا۔ سفر کرنا پڑ گیا یا کچہری میں کوئی تاریخ بھگتنی پڑ گئی تو نماز بالکل ترک کر دیتے ہیں اور پوچھنے پر کہتے ہیں کہ مجبوری تھی۔ ایسے مجبور حضرات کی کوئی مجبوری نہیں سنی جائے گی۔ نماز کسی حالت میں معاف نہیں۔ جب تک ہوش و حواس قائم ہوں۔ اس سلسلہ میں حدیث ملاحظہ ہو

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہو گئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال دولت سب چھین لیا گیا۔

۲۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز کو قضا کرے گو وہ اگرچہ بعد میں پڑھ بھی لے۔ پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور حقب کی مقدار ۸۰ برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور قیامت کا ایک دن ہزار برس کے برابر ہوگا اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوگی۔ معمولی بہانہ سے نماز ترک کر دینے والا نمازی بے نمازوں ہی میں شمار ہوتا ہے اور اللہ میاں کے حضور میں اس کا یہ بہانہ قطعاً اور کسی حالت میں منظور نہ ہوگا۔ ویسے اپنی کرم نوازی سے چاہے جس کو بخش دے۔ ایسے حضرات حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوں کہ کتنے سال ان کو کیڑوں نے گھیرے رکھا اور پھر بھی انہوں نے نماز ترک نہ کی۔ تو پھر ہمارا بہانہ کیسے منظور ہوگا۔

جہاں بے نماز اور برے طریقہ سے نماز پڑھنے والوں کے متعلق اتنی وعید ہے وہاں اللہ عزوجل نے نماز کے اہتمام کرنے والوں کو قرآن کے ذریعہ خوشخبری بھی سنا دی۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

ترجمہ۔ اور جو لوگ اپنی نمازوں کا اہتمام کرنے والے ہیں۔ وہی لوگ جنت کے وارث ہیں۔ جو فردوس کے وارث بنیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے۔

خوشخبری بذریعہ حدیث

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور پتے درختوں پر سے گر رہے تھے۔ آپؐ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی۔ اس کے پتے اور بھی گرنے لگ گئے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں۔ جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔

آخری گذارش

میں اپنے مسلمان بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ نماز ایک بہت قیمتی چیز ہے اس کے اہتمام کی ہر ممکن کوشش کی جائے تاکہ عاقبت بخیر ہو۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ایم عبد الرحمن لدھیانوی

تکبّر کی بُرائی اور اُس کا عُلاج

گذشتہ سے پیوستہ

قارُون

قارون حضرت موسےٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا اور فرعون کی پیشی میں رہتا تھا۔ جیسا کہ ظالم حکومتوں کا دستور ہے کہ کسی قوم کا خون چوسنے کے لئے انہی میں سے بعض افراد کو آلۂ کار بنا لیتے ہیں۔ فرعون نے بنی اسرائیل میں سے اس کو چن لیا تھا۔ قارون نے اس وقت موقعہ پا کر دونوں ہاتھوں سے خوب دولت سمیٹی۔ اور دنیوی اقتدار حاصل کیا۔ جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے زیر حکم آئے اور فرعون غرق ہوا۔ تو اس کی مالی ترقی کے ذرائع بند ہو گئے۔ اور سرداری جاتی رہی۔ اس حسد و غیض میں حضرت موسےٰؑ سے دل میں خلش رکھنے لگا۔ تاہم ظاہر میں مومن بنا ہوا تھا۔ تورات بہت پڑھتا اور علم حاصل کرنے میں مشغول رہتا تھا۔ مگر دل صاف نہ تھا۔ حضرت موسےٰ اور ہارون علیہما السلام کی خداداد عزت و وجاہت کو دیکھ کر جلتا اور کہتا کہ آخر میں بھی اُن ہی کے چچا کا بیٹا ہوں۔ یہ کیا معنی کہ وہ دونوں تو نبی اور مذہبی سردار بن جائیں، اور مجھے کچھ بھی نہ ملے۔ کبھی مایوس ہو کر شیخی مارتا کہ انہیں نبوّت مل گئی تو کیا ہُوا۔ میرے پاس مال و دولت کے اتنے خزانے ہیں جو کسی کو میسّر نہیں۔ اس کی قوم نے قارون کو کہا کہ تو شیخی مت مار۔ اللہ تعالےٰ کو شیخی مارنے والے نہیں بھاتے تو اس فانی و زائل دولت پر کیا اتراتا ہے جس کی دقعت اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ خوب سمجھ لے کہ خدا تعالیٰ کو اکڑنے اور شیخی مارنے والے بندے اچھے معلوم نہیں ہوتے اور جو چیز اس مالک کو نہ بھائے۔ اس کا نتیجہ بجز تباہی و ہلاکت کے کیا ہے؟ خدا کا دیا ہوا مال تو اس لئے ہے کہ انسان اُسے آخرت کا توشہ بنائے۔ نہ یہ کہ غفلت کے نشہ میں چور ہو کر غرور و تکبر کی چال چلنے لگے ایک دن لباس فاخرہ پہن کر بہت سے خدم و حشم کے ساتھ بڑی شان و شکوہ اور ٹیپ ٹاپ سے نکلا۔ جسے دیکھ کر طالبین دنیا کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ کہنے لگے۔ کاش ہم بھی دنیا میں ایسی ترقی اور عروج حاصل کرتے جو اس کو حاصل ہُوا بیشک یہ بڑا ہی صاحب اقبال اور بڑی قسمت والا ہے۔ سمجھدار اور ذی علم لوگوں نے کہا کہ کمبختو! اس فانی چمک دمک میں کیا رکھا ہے۔ جو ریجھے جاتے ہو۔ مومنین صالحین کو اللہ کے ہاں جو دولت ملنے والی ہے۔ اس کے سامنے یہ ٹیپ ٹاپ محض ہیچ اور لاشئے ہے۔ اللہ تعالےٰ نے پھر قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر نہ کوئی دوسرا اپنی طرف سے مدد کو پہنچا نہ یہ کسی کو بلا سکا۔ نہ اپنی ہی قوت کام آئی نہ دوسروں کی۔ قارون کی دولت کو دیکھ کر نادانوں نے کہا کہ اس کی بڑی قسمت ہے۔ بڑی قسمت یہ نہیں۔ آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے۔ سو وہ ان کے لئے ہے۔ جو اللہ کے ملک میں شرارت کرنا۔ اور بگاڑ ڈالنا نہیں چاہتے اور اس فکر میں نہیں رہتے کہ اپنی ذات کو سب سے اونچا رکھیں۔ بلکہ تواضع و انکساری اور پرہیزگاری کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کی کوشش بجائے اپنی ذات کے اونچا رکھنے کی یہ ہوتی ہے کہ اپنے دین کو اُونچا رکھیں۔ حق کا بول بالا کریں اور اپنی قوم مسلم کو ابھارنے اور سربلند کرنے میں پوری ہمت صرف کر ڈالیں۔ وہ دنیا کے حریص نہیں ہوتے۔ آخرت کے عاشق ہوتے ہیں۔ دنیا خود ان کے قدم لیتی ہے۔ اب سوچ لو کہ دنیا کا مطلوب کیا دنیا کے طالب سے اچھا نہیں ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ لو وہ سب سے زیادہ تارک الدنیا تھے۔ مگر متروک الدنیا نہ تھے۔ بہرحال مومن کا مقصد اصلی آخرت ہے۔ دنیا کا جو حصّہ اس مقصد کا ذریعہ بنے وہی مبارک ہے۔ ورنہ ہیچ۔

(۱) وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ پ ۲۱ - ع ۱۱ -

ترجمہ۔ اور لوگوں سے اپنا رُخ نہ پھیر اور زمین پر اترا کر نہ چل۔ بے شک اللہ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنیوالے کو پسند نہیں کرتا۔

غرور سے مت دیکھ اور لوگوں کو حقیر سمجھ کر متکبروں کی طرح بات نہ کر۔ بلکہ خندہ پیشانی سے مل۔ اترانے اور شیخیاں مارنے سے آدمی کی کچھ عزت نہیں بڑھتی۔ بلکہ ذلیل حقیر ہوتا ہے۔ سامنے نہیں تو پیچھے لوگ برا کہتے ہیں۔ تواضع۔ متانت اور میانہ روی کی چال اختیار کرنی چاہیئے۔ مذکورہ نصائح حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔

(۲) وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ پ ۲۷ - رکوع ۱۹ -

ترجمہ۔ اور اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔ جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں۔

جو فائدہ کی چیز ہاتھ نہ لگے۔ اس پر غمگین و مضطرب ہو کر پریشان نہ ہو۔ اور جو قسمت سے ہاتھ لگ جائے اس پر اکڑو اور اتراؤ نہیں۔ بلکہ مصیبت و ناکامی کے وقت صبر و تسلیم اور راحت و کامیابی کے وقت شکر و تحمید سے کام لو۔ اکثر متکبروں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ بڑائی اور شیخی تو بہت ماریں گے۔ مگر خرچ کرنے کو پیسہ جیب سے نہ نکلے گا۔

کبر کا علاج

حق تعالےٰ نے کبر کا ایک ایسا علاج بتایا کہ جب اس کو مستحضر رکھا جائے تو نہ چھوٹا گناہ ہو نہ بڑا۔ وہ علاج یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی صفت کبریائی کو نظر کے سامنے رکھو۔ یہ صفت کسی دوسرے کے لئے کسی وقت اور کسی حالت میں ثابت نہ ہونے پائے۔ پھر سب کے سب گناہ چھوٹ جائیں گے۔ تمام گناہوں سے حفاظت کی اصل یہ صفت ہے۔ جب عظمت صرف باری تعالیٰ کے لئے مختص ہوئی تو نفس کے واسطے تذلل باقی نہ رہا گیا۔ جس شخص نے صفت کبریائی کو حق تعالےٰ کا خاصہ مان لیا۔ تو انسان کے دل میں تمام گناہوں کی جڑ نکل گئی اور تمام توجہ عبادت پر جم گئی۔ بات یہ ہے کہ جب دین کا خیال ہوگا تو سب کچھ ہوگا۔ مردوں اور عورتوں کو علم دین کے سیکھنے کا شوق ہونا چاہیئے۔ دینی اور اخلاقی کتابوں کا

مطالعہ کیا جائے۔ علماء سے مسائل پوچھنے چاہئیں۔ اُن کے درس و تدریس اور مواعظ حسنہ سے مستفید ہونا چاہیئے۔ جتنی کوشش سے روپیہ کی ایک مقدار حاصل ہو سکتی ہے۔ اتنی ہی کوشش سے بلکہ اس سے کم سے دین کی بہت بڑی مقدار مل سکتی ہے۔

اگر کسی بُرے عمل پر فوراً سزا نہ ملے تو مطمئن مت ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کسی مصلحت سے مہلت دیتا ہے۔ خدا کے غضب کو نہ بھولو۔ وہ عزیز بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔ اول تو دنیا ہی میں سزا ملیگی اور اگر دنیا میں کسی حکمت اور مصلحت سے ٹل ہی گئی تو آخرت تو دارالجزاء ہے۔ وہاں کی سزائیں اور زیادہ سخت ہیں۔ وہاں کی سزا سے تو دنیا ہی کی سزا بھگت لینا اچھا ہے۔ جو مخلوق (فرشتے) تیرے رب کے نزدیک ہے۔ وہ اس کی بندگی سے تکبّر نہیں کرتی۔ مقرب فرشتوں کو اس کی بندگی سے عار نہیں۔ مغرور لوگوں کو زمین پر سر رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ بندہ کی بڑائی اسی میں ہے۔ فرشتے باوجود قرب و وجاہت کے اپنے مالک سے جو حکم پاتے ہیں۔ فوراً بجا لاتے ہیں۔ وہ اپنے رب کے جلال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اپنے پروردگار کی بندگی اور غلامی کو فخر سمجھتے ہیں۔ وظائف عبودیت کے ادا کرنے میں کبھی سُستی یا کاہلی کو راہ نہیں دیتے۔ شب و روز اس کی تسبیح و یاد میں لگے رہتے ہیں۔ جب کسی چیز کی برائی معلوم ہو جاتی ہے تو کبھی نہ کبھی تو دل میں اُس سے بچنے کا ارادہ پیدا ہو ہی جاتا ہے۔ اس صورت میں اگر انسان ذرا سی بھی ہمت سے کام لے تو دن دوگنی رات چوگنی ترقی پائے اور اسی میں آہستہ آہستہ تمام مفاسد کی جڑ یعنی کبر بھی قلب سے نکل جائے گا۔

(۳) وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج پ۲۸ ع ۶ (ترجمہ) اور چاہیئے کہ خیال رکھے ہر شخص کہ کل کے لئے کیا سامان رکھا ہے۔

اور اسی کی یاد دلانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ زُوْرُوا الْقُبُوْرَ وَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ۔ یعنی قبروں پر جایا کرو اور لذتوں کو مٹانے والی چیز یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو۔ کبر کی شاخیں غیبت اور حسد وغیرہ ہیں۔ غیبت جب ہی کوئی کرتا ہے۔ جب اپنے آپ کو اُس سے اچھا سمجھتا ہے۔ جس کی غیبت کرتا ہے۔

غیبت اور حسد

کسی مریض کو دیکھ کر ہنستا وہی ہے جو خود تندرست ہو اور اگر اپنے آپ کو اس سے بھی زیادہ مریض پائے تو کہیں نہیں دیکھا ہوگا کہ وہ اپنے سے کم مریض پر ہنستا ہو۔ یہ اچھا سمجھنا ہی کبر ہے۔

علیٰ ہذا دوسرے کی نعمت کو دیکھ کر جو آدمی جلتا ہے اس کی بنا بھی اس پر ہے کہ اپنے آپ کو اس صاحب نعمت سے زیادہ نعمت کا اہل سمجھتا ہے۔ یہ بھی اپنے نفس کی بُرائی ہے۔ جسے کبر کہتے ہیں۔ غرض اکثر گناہوں کو ٹٹولوگے تو بناء کبر ہی کو پاؤگے۔ لہذا سب کو چھوڑ دو۔ حتیٰ کہ معاصی کی اصل ہی دل سے نکل جائے۔ کیونکہ بڑائی کو حق تعالےٰ نے اپنے ساتھ ہی مخصوص فرمایا ہے۔ کسی دُوسرے کا اس میں حصہ نہیں۔ جو شخص کبر کو نہیں چھوڑتا وہ نہیں پہچانتا کہ یہ کس کا حق تھا اور کس کو دیتا ہے۔ تو اس نے نہ نفس کا حق پہچانا اور نہ اللہ کا

(۴) وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ پ۲۵ ع ۲۰۔ (ترجمہ) اور اسی کے لئے ہے بڑائی آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔

انسان کو چاہیئے کہ اسی کی طرف متوجہ ہو۔ اس کے احسانات و انعامات کی قدر کرے۔ اس کی ہدایات پر چلے۔ سب کو چھوڑ کر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر رکھے۔ اور اسکی بزرگی و عظمت کے سامنے ہمیشہ باختیار خود مطیع و منقاد رہے۔ کبھی سرکشی و تمرد کا خیال دل میں نہ لائے۔

حدیث قدسی میں ہے۔

اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا قَذَفْتُهٗ فِي النَّارِ (ترجمہ) کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے۔ لہذا جو کوئی ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے منازعت اور کشمکش کرے گا۔ میں اُسے اٹھا کر آگ میں پھینک دونگا۔

اے اللہ تو اپنے حکم کا ہمیں فرمانبردار بنا اور اپنے غضب سے بچائے رکھ۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ بیشک تو سننے والا ہے اور نزدیک ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے آمین یا الہ العالمین

(۵) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝ پ۱۵ ع ۱۲

(ترجمہ) اور کہدیجئے سب خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو اولاد نہیں رکھتا اور نہ ہی سلطنت میں کوئی ساجھی رکھتا ہے۔ اور نہ کوئی ذلت کے وقت اس کا مددگار ہے اور اس کی بڑائی کر بڑا جان کر

مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ اپنی ہر صفت و کمال میں یگانہ ہے اور ہر قسم کے عیب و قصور اور نقص و فتور سے بالکل منزہ ہے اس کی ذات میں کسی طرح کی کمزوری نہیں انسان کو چاہیئے کہ حق تعالےٰ کی بڑائی کا زبان و دل سے اقرار کرے اور ہر طرح کی کمزوریوں سے بلند تر سمجھے۔

(۶) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ پ۲۹ ع ۱۵

(ترجمہ) اور اپنے رب کی بڑائی بول۔

رب کی بڑائی بولنے اور بزرگی و عظمت بیان کرنے ہی سے اس کا خوف دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تقدیس ہی وہ چیز ہے۔ جس کی معرفت سب اعمال و اخلاق سے پہلے حاصل ہونی چاہیئے۔ بہر حال اس کے کمالات و انعامات پر نظر کرتے ہوئے نماز میں اور نماز سے باہر اس کی بڑائی کا اقرار و اعلان کرنا تمہارا کام ہے۔

مذکورہ آیات میں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی ایک خاص صفت بیان فرمائی ہے۔ (کبریائی) اگر اس کو انسان نظر میں رکھے تو کل مفاسد اس سے الگ رہیں۔

معرفت حق تعالیٰ اور معرفت نفس۔ اگر نفس کا علم ہو جائے تو معرفت حق تعالےٰ ہو جائے گی۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ نفس تو حاضر ہے۔ اور اللہ غائب ہے۔ غائب کا پہچاننا مشکل ہے حق تعالےٰ نے کبریائی کی صفت اپنے ساتھ مخصوص فرمائی ہے۔ اسی لیے لفظ حصر استعمال ہُوا ہے لَهُ الْكِبْرِيَاءُ عظمت باری تعالےٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ صفت دوسرے میں بالکل نہیں ہو سکتی۔ سب سے بڑا گناہ کفر ہے اور کبر خود اس کی بھی اصل ہے اور کفر فرع ہے۔ مسلمان کو چاہیئے کہ غور کیا کرے کہ اس کے دل میں کبر ہے یا نہیں

دیندار اور دنیادار سب اس میں مبتلا ہیں۔

نماز پڑھنے اور دین کے احکام بجا لانے سے اگر دل میں کبر پیدا ہو تو اس کا علاج یہ نہیں کہ اس عمل کو چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ جو کبر کا سبب ہے اس کو قطع کیا جائے اس کبر کا سبب دین کے حکم کی تعمیل نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا دل میں نہ ہونا۔

دیگر گناہ کرنے سے تو دل میں چوٹ ضرور لگتی ہے اور پشیمان ہوتا ہے۔ مگر کبر ایک ایسی برائی ہے کہ یہ گناہ ساری عمر دل میں رہتا ہے اور دل پر صدمہ نہیں ہوتا۔ گناہ کو چھوٹا سمجھنا بھی کفر ہے۔ نام آوری سے خوش ہونا بھی ایک درجے کا گناہ ہے۔ جس گناہ کو آدمی گناہ نہ سمجھے اس سے توبہ کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ توبہ تو پشیمانی کا نام ہے اور پشیمانی اُسی چیز سے ہوا کرتی ہے۔ جسکی کچھ برائی دل میں ہو۔ جب مروجہ رسومات کی برائی ہی دل میں نہیں تو پشیمانی کیوں ہوگی اور جب پشیمانی ہی نہیں تو اس سے توبہ کیسی؟ تفاخر، دکھلاوا اور سمعۂ اسراف یہ سب بُری باتیں ہیں۔ ہم لوگ شادی و مرگ کی رسومات میں یہی کام کرتے ہیں۔

جو کپڑا دکھلاوے کے لئے پہنا جاوے گا وہ قیامت کے دن ذلت کا لباس ہوگا۔ جس کام میں شہرت کا قصد کیا جائے سب اس کے اندر آ گئے۔

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ وہ جنت میں جائے گا۔ اور جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا

ایک حدیث میں اس سے بھی زیادہ تشدد ہے۔ قیامت کے دن حکم ہوگا۔ کہ جس کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی ایمان ہے اُسے دوزخ سے نکال لو۔

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ذرہ بھر کبر جس دل میں ہے اس میں ذرہ بھر ایمان نہیں ہو سکتا۔ اور ذرہ بھر ایمان جس دل میں ہے اس میں ذرہ بھر کبر نہیں ہو سکتا۔

تکبر کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کو حقیر جانتے اور حق کو باطل سمجھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تکبر میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند۔ لہذا ان میں سے جو شخص کسی کے چھیننے کا ارادہ کرے گا۔ اس کو میں دوزخ میں داخل کر دوں گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں اس کو دوزخ میں پھینکوں گا۔

حضرت عمرو ابن شعیبؓ کے دادا کی روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز متکبر لوگ چیونٹیوں کی طرح جمع کئے جائیں گے لیکن ان کی صورتیں ذلیل آدمیوں کی طرح ہونگی ذلت ہر طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہوگی۔ جہنم کے قید خانہ میں جس کا نام بولس ہے۔ ان کو لے جایا جائے گا۔ اہل دوزخ کا نچوڑ ان کو پلایا جائے گا۔

حضرت اسماء بنت عمیسؓ کہتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شخص نہایت بُرا ہے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور تکبر کرے۔ اور خدائے بزرگ و برتر کو بھول جائے۔ وہ بندہ قیامت میں بُرا ہے جو لوگوں پر اپنا غلبہ جتلائے اور جبار اعلیٰ (اللہ تعالیٰ) کو بھول جائے اور قبروں کی یاد اس کو نہ رہے نہ اپنے فرسودہ ہونے کا خیال اس کو رہے۔ وہ بندہ بہت برا ہے جو سرکشی اور نافرمانی میں غرق ہے اور ابتدا و انتہا کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ وہ بندہ بھی نہایت بُرا ہے جو دین میں شبہات کے افعال کی خلل پیدا کرے۔ وہ بندہ بھی بہت بُرا ہے۔ جس کو طمع کھینچے جس کو نفس کی خواہش گمراہ کرے۔ وہ بندہ بھی بہت بُرا ہے جس کو حرص ذلیل کرے

حضرت عمرؓ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر فرمایا۔ لوگو! تواضع کرو۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جو شخص خدا کے واسطے تواضع اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند فرمائے گا۔ وہ اپنی نظر میں خود اپنے آپ کو حقیر سمجھیگا اور لوگوں کی نظر میں عزت والا ہوگا اور جو شخص تکبر کریگا اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دے گا۔ لہذا وہ اپنی نظروں میں بڑا ہوگا۔ لیکن لوگوں کی نظروں میں حقیر۔ حتیٰ کہ سؤر اور کتے سے بھی زیادہ ذلیل لوگوں کی نظروں میں ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں مہلک ہیں (۱) ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرنا۔ (۲) خوشی اور غصہ کی حالت میں حق کہنا۔ (۳) تنگدستی اور فراخدستی کی حالت میں میانہ روی اختیار کرنا نجات دینے والی چیزیں ہیں (۱) نفس کی فرمانبرداری کرنا (۲) اپنے نفس کو دیکھ کر غرور کرنا۔ (۳) اور حرص کی پیروی کرنا تباہ کرنے والی چیزیں ہیں۔ مگر تکبر سب سے زیادہ مہلک ہے۔

بے شک جو لوگ میری بندگی سے تکبر کرتے ہیں۔ وہ اب دوزخ میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ پ ۲۴-ع ۱۱-

بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا۔ نہ مانگنا غرور ہے۔ اللہ بندوں کی پکار کو پہنچتا ہے۔ بندے کا کام ہے مانگنا اور یہ مانگنا خود عبادت بلکہ مغز عبادت ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعونیوں کے مشوروں کی خبر پہنچی تو اپنی قوم سے فرمایا۔ مجھے ان دھمکیوں کی مطلق پرواہ نہیں فرعون اکیلا تو کیا ساری دنیا کے متکبرین و جبارین جمع ہو جائیں۔ تب بھی میرا اور تمہارا پروردگار ان کے شر سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ میں اپنے کو تنہا اسی کی پناہ میں دے چکا ہوں۔ وہی میرا حامی و مددگار ہے۔ بھلا اس کی حمایت و امداد کے بعد کسی مغرور انسان کا کیا ڈر۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ پ ۲۴-ع ۹- ترجمہ۔ اسی طرح مہر کر دیتا ہے اللہ ہر غرور والے سرکش کے دل پر۔

جو لوگ حق کے سامنے غرور سے گردن نہ جھکائیں اور پیغمبروں کے ارشادات سُن کر سر نیچا نہ کریں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر اسی طرح مہر کر دیتا ہے کہ پھر قبولِ حق اور نفوذ خیر کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

"اور ہلاک کیا قارون، فرعون اور ہامان کو اور ان کے پاس پہنچا موسیٰؑ کھلی نشانیاں لے کر۔ پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں اور نہیں تھے ہم سے جیت جانے والے۔ پھر سب کو پکڑا ہم نے اپنے اپنے گناہ پر۔ پھر کوئی تھا کہ اس پر بھیجا ہم نے پتھراؤ ہوا سے اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں اور کوئی تھا کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے۔ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے۔ پر تھے وہ اپنا آپ ہی بُرا کرتے۔ پ ۲۰ سورۃ العنکبوت ع ۴"

کھلی نشانیاں دیکھ کر بھی حق کے سامنے نہ جھکے اور کبر و غرور نے ان کی گردن نیچے نہ ہونے دی۔ پھر نتیجہ کیا ہوا۔ کیا بڑے بن کر سزا سے بچ گئے؟ یا العیاذ باللہ خدا کو تھکا دیا۔ ان میں سے ہر ایک کو اس کے جرم کے موافق سزا دیگئی۔ ان کا کبر و غرور مانع ہے کہ نبی کے ارشاد سے یہ کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) زبان پر لائیں جس سے

اُن کے جھوٹے معبودوں کی نفی ہوتی ہے خواہ دل میں اُسے سچ ہی سمجھتے ہوں۔ مومنین خوف و خشیت اور خشوع و خضوع سے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ زبان سے اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں۔ دل میں کبر غرور اور بڑائی کی بات نہیں رکھتے جو آیات اللہ کے سامنے جھکنے سے مانع ہو۔

مذمّت کبر

تکبر مکن زینہار اے پسر
کہ روزے ز دستش خور آئی بسر
تکبر ز دانا بود نا پسند
غریب آید ایں معنی از ہوشمند
تکبر بود عادتِ جاہلاں،
تکبر نیاید ز صاحبدلاں،
تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد
کسے را کہ خصلت تکبر بود
سرش پُر غرور از تصوّر بود
تکبر بود مایہ مدبرے
تکبر بود اصل بدگوہرے
چو دانی تکبر چرا میکنی
خطاے کنی و خطاے کنی (کریما)

نخوت آرد مر ترا مال و منال
گر نداری از تہیدستی ملال
نیست رحمے در دل اہلِ دول
شیوۂ اہلِ دول باشد دغل
اہلِ دنیا بہر سیم و مال و زر
گر بدست آید خورد خونِ جگر
(از مثنوی بو علی شاہ قلندرؒ)

خط و کتابت کرتے وقت حوالہ چٹ نمبر ضرور دیں۔

جناب محمد شفیع عمر اللہ بن ٹھیم

دُنیا کی زندگی

قسط اوّل

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمیں حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر الامت ہونے کا شرف بخشا۔ اور ہمیں اس دنیا کی زندگی کے مقصد سے آگاہ فرمایا

مقصد زندگی

(۱) اِلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک آیت ۲)

ترجمہ۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔

یعنی انسان سے اس جہان میں نہایت اچھے اعمال کی توقع کی جاتی ہے تاکہ مرنیکے بعد آنے والی زندگی میں اسے ان اعمال کا بہترین بدلہ ملے اور یہ بدلہ جنت اور رضائے اللہ تعالےٰ ہے۔

(۲) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ (الذٰریٰت آیت ۵۶)

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

حاصل یہ نکلا کہ انسان کو پیدا کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے اور اس میں انسان کا اپنا ہی بھلا ہے۔

(۳) قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ (سورۃ الانعام آیت ۱۶۲-۱۶۳)۔ ترجمہ۔ کنز تجمہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

کافر

بڑے بدنصیب ہیں جو اتنے کوتاہ اندیش اور ناعاقبت اندیش بن گئے ہیں کہ انکی نظر محض اس فانی جہان کی تگ و دو تک محدود ہے وَقَالُوْٓا اِنْ ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ٥ الانعام آیت ۲۹۔ ترجمہ۔ اور کہتے ہیں اس دنیا کی زندگی کے سوا ہمارے لئے اور کوئی زندگی نہیں اور نہ ہم اٹھائے جائیں گے۔

(حاشیہ حضرت شیخ عثمانی رح)

"یعنی خوب مزے اڑالو دنیوی عیش کرلو۔ خواہ مخواہ فکر آخرت سے منغص مت کرو۔ یہی حال آج کل یورپ کے مادہ پرستوں کا ہے"

یہ کافر دنیا کی زندگی پر ریجھ گئے ہیں۔

زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ٥ (البقرہ آیت ۲۱۲)

ترجمہ۔ کافروں کو دنیا کی زندگی بھلی لگتی ہے اور وہ ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جو ایمان لائے۔ حالانکہ جو لوگ پرہیزگار ہیں۔ وہ قیامت کے دن ان سے بالاتر ہونگے اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

یعنی فکرِ آخرت سے بالکل بیباک ہو کر فانی دنیا حاصل کرنے اور دنیاوی کر و فر اور شان و شوکت میں لگے رہنا انہیں اچھا لگتا ہے۔ ان غریب مسلمانوں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ جنہیں ہر وقت آخرت کا فکر دامنگیر رہتا ہے۔ کافروں کو جان لینا چاہیئے کہ قیامت کے دن ان غریب مسلمانوں کے جن کا یہ مذاق اڑاتے ہیں۔ بڑے بلند درجے ہونگے۔ باقی دنیاوی مال و دولت کی فراوانی جس نے انہیں بیباک بنا دیا ہے اللہ کے ہاتھ ہے۔ جسے چاہے وافر دے۔ جسے چاہے کم دے سب کچھ اسکی عین حکمت پر مبنی ہے۔ انہیں اس بات کا بھی پتہ ہونا چاہیئے کہ مومن کی زندگی دنیا میں بھی خوش گذرانی سے بسر ہوگی اور مرنے کے بعد بھی اسے بلند درجات ملینگے۔

"مسند احمد کی حدیث میں ہے دنیا اس کا گھر جس کا گھر نہ ہو۔ دنیا اس کا مال جس کا مال نہ ہو۔ دنیا کے لئے وہ جمع کرتا ہے جسے عقل نہ ہو۔" (ابن کثیرؒ)

تنبیہ

فَاَذَاقَہُمُ اللّٰہُ الْخِزْیَ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ٥ (الزمر آیت ۲۶) ترجمہ۔ پھر اللہ نے ان کو دنیا ہی کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا۔

اور آخرت کا عذاب تو اور بھی زیادہ ہے کاش وہ جانتے۔

(حاشیہ حضرت مولانا شیخ الاسلام عثمانیؒ)
"یعنی بہت قومیں تکذیب انبیاءؑ کی بدولت دنیا میں ہلاک اور رسوا کی جا چکی ہیں۔ اور آخرت کا اشد عذاب جوں کا توں رہا۔ تو کیا موجودہ مکذبین مطمئن ہیں کہ ان کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا جائے گا۔ ہاں سمجھ ہوتی تو فکر کرتے۔

قیامت کے دن کی خواری

وَ نَادٰی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَ مَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ۝ (الاعراف آیت ۵۰-۵۱)۔ ترجمہ اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہا دو یا کچھ اس چیز میں سے دو جو تمہیں اللہ نے رزق دیا ہے کہینگے بے شک اللہ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے اور آج ہم انہیں بھلا دیں گے۔ جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسا وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

یعنی قیامت کے دن یہ دوزخ میں ہونگے اور بہشت کی نعمتوں سے محروم رہیں گے ان کم بختوں نے عبدیت کے پروگرام کو دنیا میں نہ اپنایا تھا۔ دین ان کی نظر میں ایک کھلونا تھا۔ حالانکہ دین ہی کی بدولت عبدیت کے پروگرام کا پتہ لگ سکتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد دین ہی بتاتا ہے۔ دین کے ذریعے ہی رضائے مولیٰ پاک حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر ان کی حدِ نظر اتنی کوتاہ تھی کہ صرف دنیاوی طمطراق کی تاروں میں الجھ کر رہ گئی۔

کافروں سے پرسش

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ وَ یُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ ۝ (الانعام آیت ۱۳۰)

ترجمہ۔ اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے ہم گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا ہے اور اپنے اوپر ہی گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

یعنی قیامت کے دن کفار کو پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے پاس رسول علیہ السلام نہیں آئے تھے۔ کیا وہ حضرات تمہیں میرے احکام پڑھ کر نہیں سناتے تھے؟ کیا ان حضرات نے تمہیں قیامت کے دن سے نہیں ڈرایا تھا؟ ان سب سوالوں کا جواب یہ اثبات میں دے کر اپنی بدبختی کا رونا روئیں گے کہ ہم نفس پرستی اور دنیاوی زیب و زینت میں پڑ کر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کو بھول گئے تھے۔ مگر اس وقت کا اقرار کوئی فائدہ نہ دے گا۔

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"انسان کو اس دنیا میں محض لذیذ اور مرغن کھانوں اور عمدہ و نفیس ملبوسات کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ نیز صرف دنیوی فوائد، دنیوی ناز و نعمت اور کھیل کود کیلئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اس کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں ذلیل اور عاجز رہے۔ اپنی لاچاری اور بے بسی کا اظہار کرتا رہے اور اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کا محتاج سمجھے۔ بندگی کی حقیقت تو یہی ہے مگر یاد رہے کہ عاجزی لاچاری اور بے بسی اس طرح کی مقصود ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ وہ باطل پرستوں کی ریاضتیں اور مجاہدے جو عین شریعت کے مطابق نہیں۔ ان سے سوائے نقصان اور خواری کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور حسرت و ندامت کے سوا ان سے اور کوئی توقع نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنے اعتقاد اور اعمال شرعی احکام کے مطابق کریں جیسا کہ یہ حضرات علمائے اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔

(از مکتوب شریف ۲۰۶۔ دفتر اول)

آسودہ حال لوگوں کی چال

وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ یَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۪ۙ وَ لَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۙ

(المومنون آیت ۳۲-۳۳)۔ ترجمہ۔ اور اسکی قوم کے سرداروں نے کہا۔ جنہوں نے کفر کیا تھا اور قیامت کی آمد کو جھٹلاتے تھے اور جنہیں ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ رکھا تھا کہ یہ بس تمہیں جیسا آدمی ہے۔ وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو اور اگر تم نے اپنے جیسے آدمی کی فرمانبرداری کی تو بے شک گھاٹے میں پڑ گئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں سے جنہوں نے آپ کی تکذیب کی غرق ہوگئے اس کے بعد بھی ہدایت و رشد کا سلسلہ جاری رہا۔ مثلاً حضرت ہود علیہ السلام نے توحید اور تقوےٰ کی تعلیم قوم کو دی۔ مگر آسودہ حال قوم کے سردار صرف دنیا کے بندے بن کر رہ گئے۔ قیامت کا انکار کر دیا۔ حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ ہلاک اور تباہ ہوگئے۔ ہمیں چاہیئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہرگز ہرگز نہ کریں۔ کیونکہ مخالفت اور تکذیب بربادی لاتی ہے۔ اور توحید و تقوےٰ کو اپنا شعار بنانا چاہیئے۔ دنیاوی نعمتوں پر مغرور نہ ہونا چاہیئے۔

حدیث۔ حضرت کعب بن عیاض رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہر قوم اور ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہے (یعنی ہر قوم اللہ کی طرف سے کسی چیز کے فتنہ میں ڈال کر آزمائی جاتی ہے) اور میری امت کا فتنہ (یعنی اللہ کی طرف سے آزمائش) مال ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

حدیث۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی فاجر و فاسق کی نعمت و دولت پر رشک نہ کر اس لئے کہ تو نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد اس سے کیا سلوک ہونے والا ہے۔ فاجر کے لئے خدا کے ہاں ایک ایسا قاتل ہے جو مرنے نہیں دیتا یعنی دوزخ کی آگ (مشکوٰۃ)

قیامت

قیامت کی آمد کو جھٹلانے والے یاد رکھیں
كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا

باقی صفحہ ۱۷ پر

سیرتِ نبوی کا ایک اہم باب

از جناب عبدالرشید صاحب لدھیانوی موہن پورہ راولپنڈی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں جو کمالات جمع تھے۔ ان کو دو شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۱ تا ۲

عبدیت کاملہ و نبوت جامعہ

عبدیت کا ظہور اور نتیجہ دعا ہے۔ اور نبوت کا مظہر دعوت ہے۔ یہ دونوں سیرتِ محمدیؐ کے اہم اور نمایاں عنوان اور صحیفۂ اعجاز کے دو مستقل باب ہیں۔ دعوت پر سیرتِ نبویؐ کے ہر طالب علم اور ہر مصنف کی نظر پڑتی ہے۔ اس کی تفصیلات سے کتابیں لبریز ہیں اور اس کے آثار و نتائج تمام دنیا میں درخشاں و تاباں ہیں دعوت جلوت کی چیز ہے۔ اس لئے سب کو بے پردہ و بے نقاب نظر آئی لیکن (میری کوتاہ نظر میں) اس حقیقت پر بہت کم لوگوں کی نظر پڑی کہ دعا کو سیرتِ نبویؐ میں کیا مقام حاصل ہے اور خود دعوتِ نبویؐ کی تاثیر و تسخیر میں اس کا کتنا بڑا حصہ ہے اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدیت کے اس شعبہ کو عروج و ترقی کی کس حد تک پہنچایا کس طرح آپ نے اس شعبہ کا احیا اور اس کی تجدید فرمائی۔ پھر اس کی تکمیل و تعمیم فرما کر دنیا سے تشریف لے گئے

جن لوگوں کی مذاہب و عقائد کی تاریخ پر گہری اور تفصیلی نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ اس دور میں جو جاہلیت کے نام سے موسوم ہے۔ عبد و معبود کے تعلق میں اتنا اضمحلال پیدا ہو گیا تھا کہ دعا کا سرچشمہ (جو یقین و محبت و خوف کے بغیر جاری نہیں ہو سکتا)۔ اندر اندر ہی خشک ہو گیا تھا۔ بندہ اپنے رب کے متعلق اتنی غلط فہمیوں اور اتنی جہالتوں کا شکار تھا کہ اسکے اندر دعا کا جذبہ اور تقاضا پیدا ہونا ہی مشکل تھا۔ دعا کے لئے اس ہستی کے یقین کی ضرورت ہے۔ جس سے دعا کی جائے پھر اس یقین کی کہ اس کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے۔ اور دینے کے لئے اس کے پاس سب کچھ ہے۔ پھر اس یقین کی کہ اس کے در کے سوا کوئی اور در نہیں۔ پھر اس یقین کی کہ وہ خود بھی دینا چاہتا ہے اور محبت و رحمت بخشش و عطا اور احسان و انعام اس کی خاص صفت ہے اور کوئی لے کر اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا وہ دے کر خوش ہوتا ہے۔ پھر اس یقین کی کہ مخلوق محتاج محض اور سرتاپا کاسۂ گدائی ہے۔ پھر اس یقین کی کہ وہ معبود اپنی ہر مخلوق سے دنیا کی ہر چیز سے یہاں تک کہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ ہر ایک کی سنتا ہے اور ہر ایک کی ہر حال میں مدد کر سکتا ہے۔

جاہلیت کی تاریخ پر نظر ڈالیئے۔ ان میں سے ہر یقین کتنا نایاب اور مضمحل ہو چکا تھا اور ان حقائق میں سے ہر حقیقت کے بارے میں کتنے شبہات و حجابات اور کتنے توہمات اور مغالطے پیدا ہو چکے تھے۔ مشرکانہ جاہلیت نے صفات الٰہیہ میں سے تقریباً ہر صفت کو کسی نہ کسی مخلوق کی طرف منسوب کر رکھا تھا۔ کوئی زندگی پر قادر تھا۔ کسی کے ہاتھ میں رزق تھا۔ کسی کا علم محیط اور ہمہ گیر تھا اور "ہر غیب" اس کے لئے "شہود" تھا۔ کسی کے لیے زمان و مکان کے حجابات اُٹھ چکے تھے اور وہ اپنے پرستاروں کی ہر جگہ اور بیک وقت سب کی مدد کر سکتا تھا اور ہر جگہ پہنچ سکتا تھا۔ علیٰ ہذا ایسی حالت میں اللہ واحد کی طرف رجوع کرنے اور اس کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کا کیا امکان تھا خصوصاً جبکہ وہ نظر سے اوجھل ہو اور مقامی (خود ساختہ) الٰہ نظر کے سامنے اور دسترس کے اندر ہوں۔ اس کے ساتھ اس کو بھی ذہن میں رکھیئے کہ جاہلیت کے اس دور میں صفات و افعال الٰہیہ کا ذکر و تذکرہ بھی مفقود اور ان کا علم صحیح تقریباً معدوم ہو چکا تھا اور "اللہ کثیرہ" کی کارفرمائیوں اور کارسازیوں کی داستانوں سے مجلسیں معمور اور قلب و دماغ مسحور تھے۔ ایسی حالت میں وہ ذہنی کیفیت بالکل قدرتی اور طبعی تھی جس کا قرآن مجید نے نقشہ کھینچا ہے ارشاد ہے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ (الزمر ع ۵ پ ۲۴) ترجمہ۔ اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کے دل نفرت کرتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔ الغرض براہِ راست خدا سے طلب و سوال اور دعا و التجا کا رواج ہی تقریباً ختم ہو گیا تھا زمانہ بعثت میں پورے پورے ملک اور وسیع علاقوں میں ایسے چند آدمی بھی ملنے مشکل تھے جن کو خدا سے دعا کرنے کی عادت اور اس کا سلیقہ ہو اور جو اس سے تسکین حاصل کرتے ہوں اور اسی کی دعوت دیتے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محروم و مجوب انسانیت کو دوبارہ دعا کی دولت عطا فرمائی۔ اور بندوں کو خدا سے ہمکلام کر دیا۔ اور دعا کی کیا دولت عطا فرمائی بندگی کی بلکہ زندگی کی لذت اور عزت عطا فرمائی۔ اس مطرود انسانیت کو پھر اذن باریابی ملا۔ اور آدمؑ کا بھاگا ہوا فرزند پھر اپنے خالق و مالک کے آستانے کی طرف یہ کہتا ہوا واپس ہوا۔

بندہ آمد بر درت بگریختہ
آبروئے خود ز عصیاں ریختہ

دعا سے محرومی کا ایک بڑا سبب جاہلیت کا یہ غلط تخیل تھا کہ خدا ہم سے بہت دور ہے۔ ہماری آواز وہاں کہاں پہنچ سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالےٰ کی طرف یہ اعلان فرمایا کہ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ (البقرہ ع ۲۳ پ ۲) ترجمہ (اے رسولؐ) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو (انہیں بتاؤ کہ) میں قریب ہوں۔ دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے

دوسرا غلط عقیدہ یہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی اور بھی نفع و ضرر کا مالک اور انسانوں کی امداد و اعانت پر قادر ہے اس عقیدے نے دعا و استعانت کو حقیقی نافع و ضار سے ہٹا کر خیالی معاونوں اور داد رسوں کی طرف متوجہ کر دیا تھا

اور عالم کا عالم شرک و بت پرستی کا شکار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری قوت و وضاحت کے ساتھ اس فرمان کا اعلان کیا۔ جس میں آپ ہی کو خطاب تھا۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥ (سورہ یونس ع ۱۱ پ ۱۱) ترجمہ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار۔ جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا۔ اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اسکے سوا اسکو کوئی ہٹانے والا نہیں۔ اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا ہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ اور وہی بخشنے والا اور مہربان ہے

پھر آپؐ نے صرف اسی کو واضح نہیں کیا کہ بندہ اپنے مالک سے دعا کر سکتا ہے اور وہ اس کی سنتا ہے اور اس کی مدد کر سکتا ہے۔ بلکہ آپؐ نے ثابت کیا کہ خدا کو دعا مطلوب ہے۔ اور وہ اس سے خوش اور راضی ہوتا ہے بلکہ دعا نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔ دعا بندگی کا نہایت واضح اور مؤثر مظاہرہ اور دعا نہ کرنا بندگی سے گریز اور استکبار و سرکشی کی علامت ہے۔ آپؐ کے اس اعلان نے دعا کا پایہ کہیں سے کہیں پہنچا دیا اور اس کو بندگی کے فعل اضطراری کے درجہ سے اعلےٰ عبادت اور قرب کے مقام تک پہنچا دیا۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ٥ (المومن ع ۶ پ ۲۴) ترجمہ اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے دعا نہ کرنا محض محرومی ہی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی باعث ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں

مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ ترجمہ۔ جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

پھر آپؐ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دعا کو مغز عبادت قرار دیا الدعاء مخ العبادۃ۔ دعا کو رحمت و برکت کے دروازے کی کنجی قرار دیا گیا اور آپ نے فرمایا۔

مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَآءِ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔ (ترجمہ) جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا۔ اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے ـــــ اس طرح دعا کا شعبہ جس کی زندگی میں کوئی جگہ نہیں رہی تھی عبادات اور عبادتگاہیں بھی اس کے نور سے خالی ہو چکی تھیں اور جاہلیت کے سالکین و مرتاض اور عابد و زاہد بھی اس دولت سے محروم تھے۔ دوبارہ زندہ اور تازہ ہوا اور یہ دولت اتنی عام ہوئی کہ جو رہے اس سے محروم آپ ہی خاکی

(باقی پھر)

بقیہ موت کی یاد صفحہ ۷ سے آگے:۔

صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کا تذکرہ تو ہم نے نہیں سنا۔ حضورؐ نے فرمایا تو پھر وہ اس درجہ کے نہیں ہیں۔ (جیسا تم سمجھ رہے ہو)

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک جنازے کے دفن میں شریک ہوئے۔ حضورؐ وہاں جاکر ایک قبر کے قریب تشریف فرما ہوئے اور اتنا روئے کہ زمین تر ہو گئی اور ارشاد فرمایا کہ بھائیو! اس چیز کے لئے (یعنی قبر میں جانے کے لئے) تیاری کر لو (ترغیب)۔

حضرت شفیق بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ آدمی چار چیزوں میں زبان سے تو میری موافقت کرتے ہیں۔ اور عمل سے مخالفت کرتے ہیں۔ (۱) وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا کے بندے (اور غلام) ہیں اور کام آزاد لوگوں کے کرتے ہیں۔ (۲) یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ شانہٗ ہماری روزی کا ذمہ دار ہے۔ لیکن ان کے دلوں کو (اس کی ذمہ داری پر) اس وقت تک اطمینان نہیں ہوتا۔ جب تک دنیا کی کوئی چیز ان کے پاس نہ ہو۔ (۳) یہ کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے افضل ہے۔ لیکن دنیا کے لئے مال جمع کرنے کی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ (آخرت کا کچھ بھی فکر نہیں) (۴) کہتے ہیں کہ موت یقینی چیز ہے۔ آکر رہیگی لیکن اعمال ایسے لوگوں کے کرتے ہیں جن کو مرنا ہی نہ ہو۔

ابو حامد لفاف کہتے ہیں کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرے۔ اس کے اوپر تین چیزوں کا اکرام ہوتا ہے۔ (۱) توبہ جلدی نصیب ہوتی ہے (۲) مال میں قناعت نصیب ہوتی ہے (۳) عبادت میں نشاط اور دلبستگی پیدا ہوتی ہے اور جو شخص موت سے غافل ہوتا ہے۔ اس پر تین عذاب مسلط کئے جاتے ہیں۔ (۱) گناہ سے توبہ میں تاخیر ہوتی رہتی ہے۔ (۲) آمدنی پر راضی نہیں ہوتا (اس کو کم ہی سمجھتا رہتا ہے۔ چاہے کتنی ہی ہو جائے) (۳) اور عبادت میں سستی پیدا ہوتی ہے (تنبیہ الغافلین)

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اگر جانوروں کو موت کے متعلق اتنی معلومات ہوں۔ جتنی تم لوگوں کو ہیں۔ تو کبھی کوئی موٹا جانور تم کو کھانے کو نہ ملے (موت کے خوف سے سب دبلے ہو جائیں)

حضرت عائشہؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص (بغیر شہادت کے بھی) شہیدوں کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے وہ ہو سکتا ہے۔ (ایک حدیث میں ہے کہ جو پچیس مرتبہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِي الْمَوْتِ وَفِيْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ پڑھے وہ شہیدوں کے درجہ میں ہو سکتا ہے) اور ان سب فضیلتوں کا سبب یہی ہے کہ موت کا کثرت سے ذکر کرنا اس دھوکہ کے گھر سے بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کیلئے تیاری پر آمادہ کرتا ہے اور موت سے غفلت دنیا کی شہوتوں اور لذتوں میں انہماک پیدا کرتی ہے

بقیہ دنیا کی زندگی صفحہ ۱۵ سے آگے:۔

تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۚ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ٥ (آل عمران ۱۸۵)

ترجمہ۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور تمہیں قیامت کے دن پورے پورے بدلے ملیں گے۔ پھر جو کوئی دوزخ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا سو وہ پورا کامیاب ہوا۔ دنیا کی زندگی

باقی صفحہ ۱۸ پر

از جناب حکیم محمد یوسف صاحب کہروڑ پکا

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

(گزشتہ سے پیوستہ)

اللہ کی راہ میں سفر کرنے والے

(۱) مجاہد جو اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کرنے کے لئے میدان جنگ میں جائے۔ (۲) حاجی جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے حج کرنے کے لئے جائے (۳) عالم دین جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دین کا علم پڑھنے کے لئے جائے۔

علیٰ ہذا القیاس

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کسی کام کے لئے گھر سے باہر جائے وہ فی سبیل اللہ میں ہی شمار ہوگا۔ جو شخص بھی فی سبیل اللہ سفر کرے اور اس سفر میں موت آجائے وہ موت محمود ہوگی۔

جابر بن عتیق رضؓ سے روایت ہے۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے والے شہید کے سوا شہید کی اور سات قسمیں ہیں (۱) طاعون سے مرنے والا شہید ہے (۲) ڈوب کر مرنے والا شہید ہے (۳) نمونیہ سے مرنے والا شہید ہے (۴) ہیضہ والا شہید ہے (۵) جل کر مرنے والا شہید ہے (۶) جو دب کر مرجائے شہید ہے۔ (۷) اور عورت جو زچگی کی حالت میں مر جائے شہید ہے۔

موت مذموم والوں کو

سورۃ الانعام رکوع ۱۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○

اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہونگے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ اپنی جانوں کو نکالو۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا۔ اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے اور اس کی آیتیں ماننے سے تکبر کرتے تھے

حاصل

اس آیت مبارکہ کا یہ نکلا۔ جو لوگ احکام الٰہی کو تسلیم کرنے میں اپنی ذلت خیال کریں اور اسلام کی مخالفت کرنے میں اپنی عزت خیال کریں۔ اس قسم کے متکبرین کی موت مذموم ہوگی۔ مثلاً عام طور پر مسلمان ختنہ۔ منگنی۔ شادی اور موت کے موقعہ پر خلاف شرع رسول کو اپنی عزت خیال کرتے ہیں اور اتباع شریعت کو موجب توہین سمجھتے ہیں۔ چنانچہ شادی سے پہلے ڈھولک بجانا باجہ بجانا۔ دولہا کے سر پر سہرا باندھنا وغیرہ رسمیں کافروں کی ہیں۔ مگر ان کے ادا کرنے کو عزت اور ترک کرنے کو ذلت خیال کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر بہشت کے باغوں میں باغ ہوتی ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا ہوتی ہے۔ جن کی موت محمود ہوگی۔ اُن کے حق میں قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی اور جنکی موت مذموم ہوگی۔ اُن کے حق میں قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضؓ نے فرمایا کہ لوگ غفلت میں سوتے ہیں۔ جب مرجائینگے تو اس وقت جاگیں گے۔

عون بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ نہیں کوئی شخص جو موت کا حق پہچانے مگر وہ بندہ جس نے آئندہ دن کو اپنی عمر سے نہ گنا۔ بہت لوگ ایسے ہیں کہ ان پر دن چڑھتا ہے اور وہ اس کو پورا نہیں کرتے اور بہت لوگ کل کی امید رکھتے ہیں اور اس کو نہیں پہنچ سکتے اور اگر تو دیکھے موت کو اور اس کی چال کو تو البتہ بُرا جانے حرص کو اور اس کے فریب کو یعنے بہت لوگ ایسے ہیں کہ اُن پر دن چڑھتا ہے اور وہ صحیح سالم ہوتے ہیں اور شام ہونے سے پہلے مر جاتے ہیں۔ اور بہت ایسے ہیں جو رات میں مر جاتے ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ نے اپنے گھر والوں کو لکھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے بات تو یوں ہے کہ اگر تو یاد رکھے موت کو اپنے دن رات میں تو بری لگے گی تجھ کو ہر چیز فانی ہونے والی۔ اور پیاری لگے گی ہر چیز باقی رہنے والی اور مجمع بن تیمی رضؓ سے روایت ہے۔ کہ فکر موت کا بے پرواہ کر دیتا ہے۔ ہر چیز سے یعنی کسی چیز کی دل میں حاجت نہیں رہتی۔

جو شخص موت کو یاد رکھے۔ اس کے سب غم دُور ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی سب مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں اور اس کے سب گناہ مٹائے جاتے ہیں اور اس کو خدا کی عبادت میں لذت حاصل ہوتی ہے اور سدیؒ نے اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تفسیر میں کہا ہے کہ احسن عمل والا وہی شخص ہے جو موت کو ہمیشہ یاد رکھے

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
مولانے گھڑی عمر کی اک اور گھٹادی
جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سوتا رہیگا خاک کے سایہ تلے

(باقی باقی)

بقیہ دنیا کی زندگی — صفحہ ۷ اسے آگے

سوائے دھوکے کی پونجی کے اور کچھ نہیں۔ یعنی ہر جاندار کے لیئے فنا ہے۔ جب سب مر جائیں گے تو اس کے بعد قیامت قائم ہوگی۔ ادھر ہر چھوٹے بڑے عمل کی جزاو سزا ملے گی۔ عاجز بندہ کو چاہیئے کہ اس حقیقت کو فراموش کرکے دنیاوی عیش و عشرت میں سرمایہ حیات نہ گنوادے۔

(حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح)

یعنی موت کا مزہ سب کو چکھنا ہے اس کے بعد قیامت کے دن ہر جھوٹے اور سچے مصدق و مکذب کو اپنے اپنے کیئے کا پورا بدلہ مل رہے گا۔ پورے کا یہ مطلب کہ کچھ تھوڑا سا۔ ممکن ہے قیامت سے پہلے ہی مل جائے مثلاً دنیا میں یا قبر میں۔

یعنی دنیا کی عارضی بہار اور ظاہری ٹیپ ٹاپ بہت دھوکہ میں ڈالنے والی چیز ہے جس پر مفتون ہو کر اکثر بیوقوف آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ انسان کی اصلی کامیابی یہ ہے کہ یہاں رہ کر انجام سوچے اور وہ کام کرے جو عذاب الٰہی سے بچانیوالا

بچوں کا صفحہ

چغلخوری

جناب امجد قادری صاحب

پیارے بچو! ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ جس کام کا حکم اللہ تعالےٰ اور جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وہ ہر مسلمان کو کرنا چاہیئے اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے بچنا چاہیئے چنانچہ قرآن مجید میں بار بار اس حکم کو دہرایا گیا ہے کہ

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

ترجمہ۔ اور حکم مانو تم اللہ کا اور اس کے رسول کا۔

اور حکم کی نافرمانی کرنے والوں کو عذاب جہنم کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ فرمایا۔

وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ○ (سورۂ نساء رکوع ۲)

ترجمہ۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور نکل جاوے اس کی حدوں سے، ڈالے گا اس کو آگ میں۔ ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے جن کاموں سے منع فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک چغلخوری اور عیب جوئی بھی ہے۔

یہ ایسی خصلت ہے جو دو بھائیوں کے درمیان فتنہ و فساد پھیلا دیتی ہے۔ درحقیقت یہ خصلت کافروں اور منافقوں کی ہے۔ مسلمان کے شایان شان نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک ملعون و مردود کافر کے بدترین خصائل میں سے ایک خصلت چغلخوری بھی بیان کی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ آپ چغلخوروں کی بات نہ مانا کریں جیسا کہ فرمایا

وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ ۙ ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ۙ (سورۃ القلم ع ۱)

اور (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بات نہ مانیں، کسی قسمیں کھانیوالے بے قدر کی (جوکہ) طعنہ دے اور چغلی کھاتا پھرے۔

اور اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ عیب جو کے لئے دنیا و آخرت میں خرابی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ (سورۃ الھمزہ پ۳۰) ترجمہ خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کے لئے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے کی عیب جوئی نہ کرو۔

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ (سورۃ الحجرات ع ۲) ترجمہ اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرما دیا ہے کہ چغلخور جنت میں نہیں جائے گا۔ چنانچہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ یعنی چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔

پیارے بچو! قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبویؐ سے یہ واضح ہو گیا کہ چغلخوری کی عادت کتنی بری ہے۔ اب اس بارے میں ایک حکایت سنو۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جنگل کا بادشاہ شیر بیمار ہو گیا۔ تمام جانور چرند پرند اسکی عیادت کو آئے مگر لومڑی نہ آئی۔ بھیڑیئے نے شیر کے پاس اس کی چغلی کھائی۔ شیر نے کہا کہ جب وہ آئے مجھے خبر کرنا۔

چنانچہ جب لومڑی آئی۔ تو بھیڑیئے نے شیر کو خبر دی۔ لومڑی کو بھیڑیئے کی چغلخوری کی خبر پہلے ہی سے ہو چکی تھی۔ چنانچہ شیر نے جب اس سے پوچھا کہ تم اب تک کہاں رہی ہو تو اس نے جواب دیا کہ جناب کے لئے دوا کی تلاش میں رہی۔ شیر نے پوچھا کہ کونسی دوا دریافت ہوئی۔ لومڑی نے جواب دیا۔ کہتے ہیں کہ بھیڑیئے کے گھٹنے میں ایک منکا ہے جو اس بیماری کیلئے مفید ہے۔ یہ کہہ کر لومڑی تو کھسک گئی۔ لیکن بھیڑیئے کی شامت آ گئی اور اس نے چغلخوری کی سزا بھگت لی۔

پیارے بچو! اس مضمون کا حاصل یہ ہے کہ

(۱) کبھی کسی کی چغلی نہ کھایا کرو۔ چغلخور کو اپنے فعل کا انجام بھگتنا پڑتا ہے۔

(۲) چغلی کھانا کافروں کا شیوہ اور شیطانوں کا طرز عمل ہے۔

(۳) چغلی کھانے والا جنت میں نہ جائیگا۔

اس لئے جو جنت کا خواہشمند ہو۔ اسے چغلی ہرگز نہ کھانا چاہیئے۔

شیوہ نہیں مسلم کا چغلخوری کسی کی
جنت میں نہ جائے گا چغلخور ہے جو بھی

امجد

آخر میں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو چغلخوری ایسی بری عادت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ٭

اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ

از بیگم صاحبہ شیخ بشیر احمد صاحب گجرات

(گزشتہ سے پیوستہ)

● جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو نفسانی خواہش کم ہو جاتی ہے۔

● دو بری خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہوتیں یعنی بد خلقی اور بخل۔

● سب کے ساتھ ایسا میل جول رکھو کہ اگر تم مر جاؤ تو تمہارے مرنے پر گریہ زاری کریں۔ اگر زندہ رہو تو تمہارے عاشق و مشتاق رہیں۔

● آہستہ بولنا نگاہ نیچے رکھنا اور میانہ چال چلنا۔ ایمان کی نشانی اور دینداری کی خوبی میں داخل ہے۔

● ہمیشہ ظلم کرنا نعمتیں دور کرتا ہے اور عذاب کو کھینچ لاتا ہے۔

● غضب کا خاموشی سے اور شہوت کا عقل سے علاج کرو۔

● ہمیشہ صبر کرنا کامیابی اور فتحمندی و خدا تعالےٰ کی طرف سے منصور ہونے کی نشانی ہے۔

● نفس کا علاج یہ ہے کہ اس کو اپنی خواہشوں سے روکا جائے اور دنیا کی لذتوں سے دور رکھا جائے۔

● علم پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے اور بردباری غصے کو مٹانے سے۔

● تیری کشادہ پیشانی تیرے نفس کی شرافت کا پتہ دیتی ہے۔ اور تیری تواضع تیرے بزرگ خلق کو ظاہر کرتی ہے۔

● فضول اور بے موقع کلام کرنا چھوڑ دے کیونکہ زبان سے بہت سے ایسے کلمے نکل جاتے ہیں جو نعمت کو دور کر دیتے ہیں۔

● مذاق اور دل لگی کرنا چھوڑ دے۔ کیونکہ اس سے آپس میں کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہے۔

● اگر انسان اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے تو اوروں کی نکتہ چینی سے بچا رہے بے شک یہ اس بیماری کی حقیقی دوا ہے۔

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ ۱۱ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ۳ روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

● = جو شخص زیادہ نہیں بولتا۔ اس سے گناہ کم صادر ہوتے ہیں۔

● = جو شخص نرمی سے برتاؤ کرتا ہے۔ اسکے سامنے سخت لوگ بھی نرم پڑجاتے ہیں

● = جو شخص اپنے ہر ایک کام کو پسند کرتا ہے۔ اسکی عقل میں نقصان آجاتا ہے

● = جو شخص اپنی زبان کو درست رکھتا ہے۔ وہ اپنی عقل کو قوت پہنچاتا ہے۔

● = جو شخص کسی مصیبت کی شکایت کرتا ہے جو اس پر نازل ہوتی ہے۔ وہ اپنے پروردگار کی شکایت کرتا ہے۔

● = جس شخص کا یقین ٹھیک اور درست ہے۔ وہ شک نہیں کرتا۔

● جس شخص کی طبیعت میں درشتی ہوتی ہے۔ اسکے بال بچے فقر و فاقہ کی حالت میں مبتلا رہتے ہیں۔

● = جو شخص بد خلق ہوتا ہے۔ اس سے اس کے گھر والے بھی تنگ آجاتے ہیں

● = جو شخص اپنے آپ کو لڑائی جھگڑے کا عادی بناتا ہے یہ اس کا شیوہ ہو جاتا ہے۔

● = جو شخص مغضوب الغضب ہوتا ہے۔ غضب اسپر غالب آجاتا ہے تو وہ بھی سلامت نہیں رہتا۔

● = جو شخص صرف اپنی ہی رائے پسند کرتا ہے۔ وہ سخت گمراہی اور حیرانی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

● = تیری زبان وہی باتیں کرتی ہے۔ جن کا تو نے اسے عادی بنا لیا ہے

● = متقیوں اور پرہیزگاروں میں مندرجہ ذیل صفات موجود ہوتے ہیں۔
اوّل۔ نیک کاموں کی ہدایت۔ دوم فساد سے پرہیز۔ سوم آخرت کی اصلاح اور درستی کی فکر و حرص۔

● = زیادہ کلام کرنے سے پرہیز کرو کہ اس سے انسان اکثر ٹھوکر کھاتا ہے۔ اور آخر کار ملول ہوتا ہے۔

● = صلہ رحمی عمر و مال کی زیادتی اور اعمال کی مقبولیت کا باعث ہے

● = پوشیدہ طور پر صدقہ کرنا گناہوں کو مٹاتا ہے اور ظاہر طور پر کرنا مال کو بڑھاتا ہے ۰

فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔